Vol. I
No. 9



Friday
5th March, 1954

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES

Official Report

PART II—PROCEEDINGS OTHER THAN QUESTIONS AND ANSWERS

CONTENTS

Note:— * at the beginning of the speech denotes confirmation not received.

GOVERNMENT PRESS
HYDERABAD-DN.
1954

THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

Friday, the 5th March, 1954

The House met at half past Two of the Clock.

[MR. SPEAKER IN THE CHAIR]

Questions & Answers

(See Part I).

[*Mr. Deputy Speaker in the Chair*]

Motion for Adjournment re: dispute between the Sahukars and Hammals of Khammam.

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - دو اڈجورنمنٹ موشنس میرے پاس آئے ھیں - ایک بی - کرشنیا
صاحب نے پیش کیا ھے جو یہ ھے -

"I hereby given notice of my intention to ask for leave to make a motion for adjournment of the business of the Assembly for the purpose of discussing a definite matter of urgent public importance, namely—

'The Sahukars of Khammam town have refused to carry out the agreement reached between the hammals and themselves *i.e.* to pay Rs. 9 per 100 bags lifted. They have also stopped business and thus created trouble for the peasants. The peasants are put to unnecessary suffering. The officers are keeping mum.

This is the fifth day. If the so-called strike by the Sahukars continues, the situation may get worse. '

This is therefore a matter of urgent public importance and should be discussed in the Assembly on 5th March, 1954 ."

اس اڈجورنمنٹ موشن سے متعلق میری رائے یہ ھے کہ یہ مسئلہ ڈائرکٹلی
(Directly) گورنمنٹ سے تعلق نہیں رکھتا ھے بلکہ یہ دو پارٹیوں کا آپسی
معاملہ ھے - اور یہ میاٹر آف پبلک امپارٹنس (Matter of Public importance) بھی
تعلق نہیں رکھتا لہذا اس کے لئے ھاؤز کا وقت لینا مناسب نہیں ھے - اس لئے میں اس
کو پیش کرنیکی اجازت نہیں دیتا -

Motion for Adjournment Re : Misbehaviour of the Tahsildar of Andole Taluq

Mr. Deputy Speaker : Another motion for adjournment given notice of by Shri A. Gurva Reddy reads as follows :

" I hereby give notice of my intention to ask for leave to make a motion for adjournment of the business of the Assembly for the purpose of discussing a definite matter of urgent public importance namely —

" The Tahsildar of Andole taluq has attached the properties of the villages-village Korepole, Andole taluq-for non-payment of Panchayat tax. The attached articles include handlooms and articles pertaining to weaving. By law all the articles which are used in making a living cannot be attached.

The said articles are to be auctioned tomorrow the 6th March 1954. The villagers have represented to the Collector to return these articles as they cannot earn their livelihood without them. And they have represented to give time for payment. They also represented that no elections of Punch of any sort took place in the village at any time and the present Punch have lost the confidence of the whole village as they taxed villagers as they pleased. So they should be dismissed under the powers given to the Deputy Collector in this Act. But no action was taken. They also represented to the hon. Minister concerned. But nothing was done.

If the articles are auctioned the weavers numbering about 100 will be left without means of earning. So it is an urgent matter of public importance and should be discussed in the Assembly on 5th March, 1954. "

اس کے لئیے قانون کے تحت ریمیڈی (Remedy) موجود ہے جس کے تحت کارروائی ہوسکتی ہے ۔ اس میں پبلک امپارٹنس (Public importance) بھی نہیں ہے اس لئیے میں اس کو پیش کرنیکی اجازت نہیں دیتا ۔

श्री. व्ही. डी. देशपांडे (अिप्पागुडा) :—अध्यक्ष महाशय, यह जो वाक्या हाअुस के सामने लाया जा रहा है, अुसके बारें मे जो कुछ हुकूमत की तरफ से किया जाना चाहिये था वह नहीं किया गया है। अिसके लिये जो दूसरे रास्ते आपने कहे हैं वह सब अब खतम होगये हैं। अिसी लिये यह मसला हाअुस के सामने लाया जा रहा है। अब अिसके लिये ऑनरेबल मिनिस्टर साहब क्या कर रहे हैं यह हाअुस के सामने आना जरूरी है। अिसके बारे में यदि मिनिस्टर साहब हाअुस में कुछ

स्टेटमेंट (Statement) दें, और जिसके लिये क्या किया गया यह हाउस के सामने रखें तो अच्छा होगा; ताकि गव्हर्नमेंट क्या स्टेप्स (Steps) ले रही है जिसने हाउस के मेंबर्स वाकिफ होंगे। यह अेक डेमॉक्सी (Democracy) का मसला है। अगर डेमॉक्सी चलानी है तो अैसी बातें नहीं होनी चाहियें। यदि मिनिस्टर साहब स्टेटमेंट नहीं देना चाहते है तो हाउस को यह मौका मिलना चाहिये कि जिस मसले पर हाउस में डिसकशन (Discussion) हो और मेंबर्स को अपने ख्यालात के अिजहार करने का मौका दिया जाय यह मेरी दरखास्त है।

مسٹر ڈ پٹی اسپیکر - منسٹر صاحب اس بارے میں کوئی اسٹیٹمنٹ (Statement) دیں تو اچھا ہے -

منسٹر فار لوکل گورنمنٹ اینڈ ایجوکیشن (شری گوپال راؤ اکبوٹے) - ان خاص واقعات کے تعلق سے جو بیان کئے گئے ہیں کوئی اسٹیٹمنٹ دینا ممکن نہیں ہے -

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - جنرل پالیسی کے بارے میں اسٹیٹمنٹ دیں تو مناسب ہے -

شری گوپال راؤ اکبوٹے - ہاں میں جنرل طور پر اسٹیٹمنٹ دونگا -

The Hyderabad Jagirdars' Debt Settlement (Repealing) Bill. 1954.

Mr. Deputy Speaker: Let us take the next item on the agenda. Shri Syed Akhtar Hussain.

Shri Syed Akhtar Hussain (Jangaon) : I beg leave of the house to introduce the Hyderabad Jagirdars' Debt Settlement (Repealing) Bill, 1954. "

Mr. Deputy Speaker : Motion moved.

*شری سید اختر حسین - مسٹر اسپیکر - سر - آج ایوان کے سامنے میں نے حیدرآباد جاگیرداروں ڈیبٹ سٹلمنٹ (ری پیلنگ) بل جو پیش کیا ہے اس کی سب سے بڑی وجہ جو میں سمجھتا ہوں (جو قانونی وجہ بھی ہوسکتی ہے) یہ ہے کہ حیدرآباد اسٹیٹ میں ایسا قانون ہے اور ایسی عدالتیں موجود ہیں جہاں ان جاگیرداروں کے قرضوں کے سلسلہ میں پیدا ہونے والے نزاعات کا تصفیہ اور مداوا ہوسکتا ہے ایسی صورت میں ایک خاص قانون جاگیرداروں کے واسطے نافذ کرنا میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف یہ کہ نا مناسب ہے بلکہ جمہوری اصول اور جمہوری قدروں کے مغائر بھی ہے - تعجب کی بات یہ ہے کہ حیدرآباد میں چناؤ ہوئے اور اسمبلی قائم ہوچکی تھی اور کانگریس کے وزراء برسر اقتدار آچکے تھے - مگر یہ قانون اسمبلی کا اجلاس طلب ہونے سے پہلے منظور کرلیا جاتا ہے - اس عجلت کے پس پردہ یہ ثبوت ملتا ہے کہ حکومت اس قانون کو اسمبلی کے سامنے نہیں لانا چاہتی تھی - میں معزز ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس قانون کی رو سے جن چند جاگیرداروں کی امداد کی جارہی ہے - وہ چھوٹے یا

درمیانی طبقے کے جاگیردار نہیں ہیں بلکہ اس قانون کی رو سے اون کو الگ کردیا گیا ہے جو پانچ ہزار سے کم کے مقروض ہیں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ یہ کانگریس سرکار جو یہاں اعلان کرتی ہے کہ جمہوریت اور جمہوری طرز زندگی کو حیدرآباد میں روشناس کرانے کے لئے وہ بہت بڑا کام کررہی ہے اور جاگیری نظام کو اوس نے ختم کردیا ہے۔ ایک طرف تو یہ اعلان اور یہ وعدے۔ اور دوسری طرف ایسے خصوصی قوانین جن سے کسی خاص طبقے کو خاص مراعات حاصل ہوں۔۔ اگر چھوٹے جاگیرداروں کو مراعات دئے جاتے تو کچھ سمجھنے کی گنجائش بھی تھی لیکن جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا اس قانون کی دفعہ ۲۶ کی رو سے پانچ ہزار سے اوپر کے قرضے الگ کردئے گئے ہیں۔ اس قانون کو لاگو کرنے کے لئے حیدرآباد میں ڈیبٹ سٹلمنٹ بورڈ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ جس پر ایک لاکھ روپیہ سالانہ خرچ ہرتا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ پچھلے سال سے یہ بورڈ کام کررہا ہے۔ اوس کے سامنے جتنے مقدمات آئے ہیں تقریباً سارے مقدمات اب تک عدم فیصل ہیں۔ اور دو تین سال تک یہ بورڈ کام کریگا۔ اس طرح چار پانچ لاکھ روپیہ اس بورڈ پر صرف کئے جائینگے۔ جب عام عدالتوں کے ذریعہ اس کام کو پورا کیا جاسکتا ہے تو اس بورڈ کی کیا ضرورت ہے۔ اس بورڈ کے دو سرکاری ارکان ہیں اور ایک چیرمن۔ ان کو اتنا بڑا معاوضہ دیا جاتا ہے کہ اس کو دیکھتے ہوئے شبہ ہوتا ہے کہ چند لوگوں کو پیٹرونائیز (Patronise) کرنے کے لئے اور چند لوگوں کی سپورٹ (Support) کے لئے یہ سب کچھ کیا جارہا ہے۔ دو غیر سرکاری ارکان کو روزانہ ۵۰ روپیہ کے حساب سے الونس دیا جاتا ہے جن میں سے ایک ممبر یہاں کے آنریبل ایم۔ ایل۔ اے۔ ہیں (اوس جانب کے) اور ایک راجہ صاحب ہیں اس کے علاوہ اسٹاف پر ہزاروں روپیہ صرف ہورہا ہے۔ اس قانون کی رو سے جو سہولتیں بڑے جاگیرداروں کو دیگئی ہیں ان میں سے ایک سہولت یہ ہے کہ ۱۹۴۳ ع سے پہلے کے جو قرضے ہیں ان پر چالیس فیصدی کمی کا اختیار اس بورڈ کو دیا گیا ہے۔ اور سود میں ۱۲ فیصد تک کمی کا اختیار دیا گیا ہے۔ اس کے بعد کے قرضوں میں ۲۰ فیصد تک اصل میں کمی اور ۹ فیصد تک سود میں کمی کا۔ یہ صحیح ہے کہ پے انگ کیپیسیٹی (Paying Capacity) کے مد نظر یہ قانون حیدرآباد میں نافذ کر کے چند جاگیرداروں کے ساتھ ساتھ ان ساہوکاروں کی بھی امداد پیش نظر رکھی گئی ہے جن کے یہ جاگیردار قرضدار ہیں۔ میں دونوں صورتوں میں ایوان کے سامنے یہ رکھنا چاہتا ہوں کہ ایسے خصوصی مراعات ایک خاص طبقے کو دینا اس حکومت کے فیوڈل (Feudal) مزاج کا پتہ دیتا ہے۔ اس تسلسل کو جاری رکھا جائے تو ایسے بہت سے قوانین بنتے چلے جائینگے جن سے الگ الگ طبقات کے مفادات وابستہ ہوں۔ ایسے جمہوری قوانین نافذ کئے جانے چاہئیں جن سے زیادہ سے زیادہ لوگ فائدہ اٹھا سکیں۔ جہاں ہزاروں کروڑوں مزدور مقروض ہیں ان کے لئے یہ سہولتیں نہیں ہیں کہ ان کے قرضوں کو کم کیا جائے یا معاف دیجائے۔ ان کے

لئے سو عام قانون رکیا جاتا ہے اور جاگیرداروں کے لئے ایک خاص راستہ حکومت اختیار کرتی ہے ۔ اس طرح خاص قوانین کے ذریعہ سہولتیں پہنچائی جاتی ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ حیدرآباد کے جمہوری اور سماجی تقاضوں کے پیش نظر یہ قانون غلط ہے ۔ نادرست ہے بلکہ اس قانون کی ہمارے ملک کے لئے کوئی ضرورت نہیں ہے اس لئے اس کو تبدیل کرنا چاہیئے ۔

* منسٹر فار اکسایز ریوینیو اینڈ فارسٹس (شری کے ۔ وی ۔ رنگا ریڈی) مسٹر اسپیکر سر ۔ اب تک معزز رکن کے متعلق ان کے اقوال کے لحاظ سے میں یہ سمجھتا رہا کہ وہ مزدوروں اور غریبوں کی نمائندگی کرتے ہیں لیکن آج معزز رکن کی تقریر سننے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ ساھوکاروں کی بھی نمائندگی کرتے ہیں ۔ میری سمجھ میں نہیں آیا ۔ میاں بیوی راضی تو کیا کرے قاضی ۔ ساھوکار بھی راضی ہیں اور جاگیردار بھی اس سے راضی ہیں ۔ بلا وجہ آپ کیوں بیچ میں آرہے ہیں ۔ ہم نے مشکلات سے بچانے کے لئے بورڈ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ۔ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ کو ساھوکاروں کی وکالت کرنے کی کیا ضرورت ہے ۔ اس میں شک نہیں میں ایک چیز سے اتفاق کرتا ہوں ۔ وہ یہ کہ اخراجات زیادہ ہورہے ہیں ۔ ہم نے کل ہی ڈیلی فیس (Daily Fees) کو نصف کرنے کا تصفیہ کیا ہے ۔

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—यह जो बिल लाया जा रहा है अुसके पहले तो नहीं किये थे ?

شری کے ۔ وی ۔ رنگا ریڈی ۔ کام کرنے کے بعد تجربہ سے معلوم ہوتا ہے ۔ پچاس روپیہ ڈیلی فیس ایسے لوگوں کو دیجاتی ہے جو اعلی قانونی معیار رکھتے ہیں ۔ وہ ایسے لوگ ہیں جن میں ججس (Judges) کے اوصاف ہوتے ہیں ایسے ہی آدمی کو ڈیلی فیس پچاس روپیہ دیتے ہیں ۔ لیکن اب ہم نے ایثار و قربانی کرنے والے ایسے لوگوں کو آمادہ کیا ہے جو نصف فیس میں کام کرنے پر آمادہ ہیں ۔

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—अिसके पहले कुर्बानी करनेवाले कौन साहब थे जो ५०रुपया ले रहे थे ?

شری کے ۔ وی ۔ رنگا ریڈی ۔ قابلیت کی مناسبت سے فیس مقرر کی جائے تو ایک قانون داں کے لئے سو روپیہ روزانہ بھی کم ہے ۔ لیکن ہم نے ان لوگوں کو ایثار و قربانی کرنے پر آمادہ کیا ہے ۔ اس لئے ۔ ۔ ۔

شری کے ۔ وینکٹ رام راؤ (چنا کونڈور) ۔ بل کے آنے کے بعد آپ قربانی پر آمادہ کئے ہوں گے ۔

شری کے ۔ وی ۔ رنگا ریڈی ۔ اس سے بہت پہلے ہی ہم نے یہ عمل کیا تھا ۔ آپ کے بل کے آنے کی وجہ سے نہیں کیا گیا ۔ میں سمجھتا ہوں وہ اقدام دیکھکر ہی آپ یہ بل پیش کئے ہوں گے ۔ ورنہ آپ کا بل ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—शायद वह लॅन्ड कमिशन पर जाने की वजह से कम कर दिया है।

شری کے - وی - رنگا ریڈی - شری ایم - نرسنگ راؤ صاحب کی موجودگی میں ہی ہم نے یہ عمل کیا ہے - ان کے جانے کی وجہ سے نہیں - آپ ہمیشہ الٹا ہی سوچتے ہیں اس لئے آپ کو ہمیشہ ہر چیز الٹی ہی معلوم ہوتی ہے - آپ کو تو کسی کی نیک نیتی پر بھروسہ ہی نہیں - اس طرح زائد رقم خرچ ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے - اگر آپ یہ کہتے کہ جاگیرداروں کے حق میں رعایت کی جارہی ہے جس کی وجہ سے غریبوں کا نقصان ہورہا ہے تو میں اس کو مانتا لیکن ساہوکار اور جاگیردار ہماری نظروں میں تو ایک ہی ہیں - ہم نے جو قانون تصفیہ قرضہ جاگیرداران بنا یا ہے وہ باہمی مصالحت کے قریب ہے اس میں ایک جاگیردار ہے دوسرے رکن کو ساہوکاروں کی مرضی کے لحاظ سے ساہوکاری طبقہ سے انتخاب کرنے کی کوشش کی جارہی ہے - اس طرح دونوں ممبرس بیٹھینگے تو ان کے قرضوں کا جلد تصفیہ ہونے کی توقع ہے - آپ جو کہہ رہے ہیں کہ ۱۰-۵ سال کی مدت لگیگی یہ غلط خیال ہے - ایسا نہیں ہوگا - میرا خیال ہے کہ اندرون ایک سال جملہ قرضوں کا تصفیہ ہو جائیگا - اس طرح نہ طوالت کا اندیشہ ہے نہ جاگیرداروں کو بچا کر ساہوکاروں کا نقصان کرنے یا ساہوکاروں کو بچا کر جاگیرداروں کا نقصان کرنے کا سوال ہے - آپ جن خیالات کے دعویدار ہیں اس لحاظ سے ساہوکاروں کے فائدہ یا جاگیرداروں کے فائدہ کے جھگڑے میں نہ پڑنا چاہئیے . . .

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—अगर गरीबों की अिमदाद करनी है तो जिन लोगों का कर्जा ५००० रुपये से कम है अैसे लोगों को अुसमें क्यों नहीं लेते हैं ?

شری کے - وی - رنگا ریڈی - کمیوٹیشن (Commutation) اگر ۱۰-۱۵ ہزار کا ہو تو ایسی ہی صورت میں کارروائی بورڈ میں آتی ہے - چھوٹے قرضوں کا تصفیہ خود آپس میں ہو جاتا ہے - اس سے پہلے ساہوکاروں نے جو فائدہ اٹھایا ہے اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور جاگیرداروں کے کھانے پینے کے لئے رقم بچنے کا انتظام کرتے ہوئے قرض کے تصفیہ کا انتظام کیا گیا ہے - وہ بھی بالکل اصولی طریقہ سے ہے کسی تماشہ کے لئے نہیں کیا گیا ہے .. اس لئے ان تصفیہ قرضہ جات سے نہ تو سرکار پر بار پڑتا ہے اور نہ جاگیرداروں یا ساہوکاروں کو نقصان پہنچتا ہے - جب دونوں رضامند ہیں کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا ہے تو شخص ثالث کو نقصان سمجھنے کی کوئی وجہ نہیں ہے - میں آپ کو یہ بھی بتلا دینا چاہتا ہوں کہ عدالت میں مقدمہ پیش ہوگا تو اس سے ایک تو زیر باری ہوتی ہے اور ایک سال کی مدت جس کو آپ بہت زیادہ سمجھ رہے ہیں اتنی مدت میں بھی فیصلہ نہیں ہوتا - اس بورڈ میں تو اب تک کافی مقدمات کے فیصلے ہوچکے ہیں اور کئی ایسے مقدمے ہیں جنکی کارروائی مکمل ہوچکی ہے اور وہ صرف فیصلہ کی منزل پر ہیں - اس میں شک نہیں کہ تعداد کے لحاظ سے ایسے مقدمات زیادہ ہیں لیکن فیصلہ شدہ مقدمات کے مقابلہ میں ان مقدمات کی تعداد

جن میں کارروائی مکمل ہوچکی ہے کافی زیادہ ہے ۔ اسطرح بہت جلد مقدمات کے تصفیہ ہوئے ہیں اور ہونے کی توقع بھی ہے ۔۔ اسکے برخلاف عدالت میں ایسے مقدمات میں کافی تاخیر ہوتی ہے اور جیسا کہ کہا گیا ہے ۲۰ - ۱۰ سال میں بھی وہاں تصفیے نہیں ہونگے نکے بعد دیگرے مرافعوں کا سلسلہ چلتا رہتا ہے ۔ اس سے جاگیر دار بھی نقصان میں رہینگے اور ساہوکار بھی ۔ یہاں بورڈ میں کارروائی کرنے سے نہ اخراجات ہوتے ہیں اور نہ کوئی نقصان ہوتا ہے ۔۔ اس لحاظ سے یہ بورڈ ضروری ہے ۔ اور پھر جہاں ۸۰ فیصد ۹۰ فیصد لیا جاتا ہے ہم انکی زندگی کی روز مرہ کی سہولتوں کو سہیا کرکے انتظام کر رہے ہیں ۔ ان اغراض کے تحت یہ قانون بنایا گیا ہے ۔ اور بورڈ قائم کیا گیا ہے ۔ اور یہ اخراجات کو کم کرتے ہوئے ایک سے زیادہ بورڈ قائم کرنے کی بھی اس میں گنجائش ہے ۔ اور ایک سے زیادہ بورڈس قائم کئے جانے کی صورت میں اسی عملہ کا کام ڈبل (Double) ہو جاتا ہے ۔ اس مسئلہ میں بھی شبہ کیا جا رہا ہے ۔ گورنمنٹ نے خود طرفین کے فائدہ کے لئے یہ بورڈ قائم کیا ہے ۔ بلکہ اس میں تو ایک سے زیادہ بورڈس قائم کرنے کی تجویز ہے ۔

ان حالات میں اس بل کو پیش کرنے کی اجازت نہ ملنی چاہئے ۔

* شری سید اختر حسین ۔ جناب صدر صاحب آنریبل منسٹر نے اس زور و شور سے تقریر شروع کی اور اس طرح حملہ کیا کہ غریبوں کی نمائندگی کا دعوی کرکے اس قسم کی باتیں کی جا رہی ہیں ۔ میں نے ان کی پوری تقریر سنی لیکن مجھے اس میں کوئی دلیل یا کوئی ایک نکتہ ایسا بھی نہیں ملا جو میرے دلائل کو رد کرتا ہو انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا کہ ہم ساہوکاروں اور جاگیرداروں کو ایک سمجھتے ہیں ۔ دونوں کا مفاد ہمارے پیش نظر ہے ۔ ہم دونوں کے خدمت گذار ہیں اس لئے ہمنے یہ قانون پاس کیا ہے ۔ یہ بورڈ بنا یا ہے ۔ انہوں نے یہ بتایا کہ اس پر ایک لاکھ روپیہ خرچ ہورہا ہے ۔ میں پوچھتا ہوں وہ رقم بھی کس کے جیب سے آتی ہے ۔ رقم کتنی بھی ہو یہ معنی نہیں ہیں کہ حکومت ایک خاص طبقہ جس میں ساھوکار اور جاگیردار شامل ہوں اسی کے لئے صرف کرے ۔ یہ آج کی حکومت ۔ آج کی کانگریس آج کی کانگریس سرکار کا کردار ہے آپ ان کے جھگڑے میں پڑتے ہیں ۔ ان کی پیروکاری کرتے ہیں ۔ اوس طبقہ کو خوش کرنا چاہتے ہیں ۔ اور پھر جب ۵ ہزار سے کم کے جاگیرداروں کا مسئلہ آتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ ان کے قرض بھی چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں ۔ ان قرضوں کو کم کرنے کی کیا ضرورت ہے ۔ آپ بڑے بڑے قرضوں کو تو کم کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں ایک طرف تو بڑے ساھوکاروں کو فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں ان کے مفاد کے خاطر آپ سب کچھ کرنا چاہتے ہیں ۔ لیکن جب چھوٹے قرضوں کا سوال آتا ہے تو ان کے لئے کچھ نہیں کیا جاتا ۔ اگر انہیں بھی اس قانون میں رکھا جاتا تو انہیں بھی کچھ سہولتیں مل جاتیں لیکن ایسا نہ کرتے ہوئے انہیں ان عدالتوں پر چھوڑ دیا جاتا ہے جہاں خود آنریبل منسٹر کے کہنے کے مطابق ۲۰ - ۳۰ سال تصفیہ کیلئے لگتے ہیں ۔ صرف

بڑے جاگیرداروں اور بڑے ساھوکاروں کیلئے ایک بورڈ بنایا جاتا ھے ۔ اس بورڈ میں ایسے لوگوں کو لیا جاتا ھے جن کو کسی نہ کسی طریقہ سے اس کانگریسی حکومت کا عہدہ نہ مل سکا ھو ۔ باوجود مختلف کوششوں اور طریقوں کے جنہیں منسٹری نہ مل سکی ھو ۔ انہیں کوئی منسٹری یا ڈپٹی منسٹری دینے کی بجائے وھاں رکھا جاتا ھے اور کسی اور طرح سے فائدہ پہنچایا جاتا ھے ۔ بظاھر تو اس کا مقصد یہی معلوم ھوتا ھے ۔ ایک سال سے یہ بورڈ قائم ھے ۔ روزانہ ۵۰ روپئے کے حساب سے انہیں معاوضہ دیا جاتا ھے ۔ ماھانہ اوسطاً ۲۰ نشستیں ھوتی ھیں ۔ اس طرح ماھانہ ۱۰۰۰ روپئے جو ڈپٹی منسٹرس کی تنخواہ ھے وہ اٹھا رھے ھیں ۔ اس بل کے آنے کے بعد یہ سوچا گیا کہ اتنی زیادہ رقم نہ دینا چاھئے ۔ کیونکہ اس سے عوام میں گڑبڑ ھورھی ھے اس لئے اسکو نصف کرنے کی کوشش کی جارھی ھے ۔ اور یہ سمجھا جاتا ھے کہ اس طرح جواب دینے میں ھم حق بجانب ھیں ۔ ابتک تو وھاں ۵۰ روپئے دئے جاتے تھے ۔ لیکن ایک آنریبل ممبر جو ایم ۔ ایل ۔ اے ۔ ھیں وہ لینڈ کمیشن میں آچکے ھیں اس لئے اب اس جائداد کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی ۔ اس کے بعد اس جائداد کو چھوٹا کیا جاتا ھے ۔ اس کے ساتھ ساتھ مجھے نہایت ادب کے ساتھ یہ عرض کرنا ھے کہ اگر حکومت کے پاس اس کی تردید میں کوئی ٹھوس دلائل ھیں تو وہ اپنے دلائل کے ساتھ تردید کرنے کیلئے سامنے آئے ۔ آنریبل منسٹر نے جو تقریر فرمائی اس میں شروع سے آخر تک کوئی دلیل ھی نہیں ۔ غریب یا چھوٹے جاگیردار یا چھوٹے چھوٹے حصہ داروں کو تو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ۔ آنریبل منسٹر نے خود اعتراف کیا کہ وہ ساھوکاروں اور جاگیرداروں کو ایک نظر سے دیکھتے ھیں ۔ اور ان کے مفاد کا تحفظ چاھتے ھیں ۔ ان کے مفاد کے ساتھ ساتھ کانگریس کے گھر ھی میں جو کسی نہ کسی طریقہ سے گڑبڑ پیدا کرسکتے ھیں ۔ انہیں ناراضگی سے بچانے انہیں خوش کرنے اور انہیں عہدہ فراھم کرنے کیلئے یہ منصب پرووائیڈ (Provide) کیا جاتا ھے ۔ اور وہ لینڈ کمیشن میں یا کسی اور جگہ چلے جاتے ھیں تو ....

Mr. Deputy Speaker : Let it be brief.

Shri Syed Akhtar Hussain : It is brief--briefer than the hon. Minister's.

یہ اتار چڑھاؤ اور الٹ پلٹ کے مدنظر ھمیں یہ کہنے پر مجبور ھونا پڑا کہ کانگریسی حکومت جو جاگیرداروں کو ختم کرنے کا دعوی کرتی ھے عملاً ان کی حفاظت کے طریقے اختیار کرتی ھے ۔ انہیں ایک طرف تو کروڑوں روپیے معاوضہ دیا جاتا ھے اور دوسری طرف ان کے قرضوں کے مسئلہ کو حل کرنے کیلئے خاص طور پر ایک بورڈ قائم کیا جاتا ھے ۔ جس پر ایک لاکھ روپئے سالانہ خرچ ھوتے ھیں ۔ میں آنریبل منسٹر کو بتلانا چاھتا ھوں کہ مجھے باخبر حلقوں سے معلوم ھوا ھے کہ بورڈ کے سامنے پانچ چھ سو مقدمات ھیں ان میں سے کوئی مقدمہ حل نہیں ھوا ھے ۔ یہ ناممکن ھے کہ

ایک سال کے اندر بورڈ اپنا کام ختم کرلے ۔ اگر ایسا ہونا بھی ہے تو مجھے یہ کہنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے کہ یہ عوام کے خزانے پر بیجا بار ہے اس لئے میں حکومت سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ذرا سوچ سمجھکر حالات کو ملحوظ رکھتے ہوئے سماج کے تقاضوں کے مطابق کام کرے ۔ اگر وہ اپنی ہی ہٹ دھرمی پر قائم رہیگی تو یہ ناؤ ہرگز نہیں چلیگی ۔ میں آخر میں یہی کہونگا کہ اس قانون کو ختم کر کے عام عدالتوں کا جو راستہ ہے اسی پر انہیں چلائیں ۔ چھوٹے جاگیرداروں کو اس قانون میں جو چھوڑ دیا گیا ہے اس کی کوئی وجہ نہیں ہے ۔ کوئی وجہ نہیں ہے کہ بڑے طبقے کا تحفظ کرتے ہوئے چھوٹے طبقے کو چھوڑ دیں ۔

Mr. Deputy Speaker : The question is :

" That leave be granted to introduce the Hyderabad Jagirdars Debt Settlement (Repealing) Bill, 1954 ".

The motion was negatived.

Hyderabad Shops and Establishments (Amendment) Bill, 1954.

*श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—अध्यक्ष महोदय, मैने शॉप्स अॅन्ड अेस्टॅब्लिशमेंट अॅक्ट में अेक छोटीसा तरमीमी बिल पेश किया है वह अिस तरह से है....

The HyderabadShops and Establishments Act has already been in force for 2½ years. As it has been experienced that the employers in the shops and Establishments are dispensing with the....

Mr. Deputy Speaker : The hon. Member will first move the motion.

Shri V. D. Deshpande : I beg leave of the house to introduce "the Hyderabad Shops and Establishments (Amendment) Bill, 1954."

Mr. Deputy Speaker : Motion moved.

Shri V. D. Deshpande : The statement of Objects and Reasons of the Bill is as follows :

" The Hyderabad Shops and Establishments Act, 1951 has already been in force for two and a half years. As it has been experienced that the employers in Shops and Establishments are

dispensing with the services of the employees on flimsy and unreasonable grounds it is proposed to make it clear that no employer can dispense with the service of an employee without a reasonable cause and that the employee shall have a right to appeal if he is wrongly deprived of employment. "

मैंने हाअुस के सामने यह जो अमेंडमेंट बिल पेश किया है, मद्रास के अॅक्ट में जिस तरह से प्रॉविजन (Provision) रखा गया है, बिलकूल वैसा ही प्रॉविजन रखने के लिये पेश किया हैं। मद्रास के अॅक्ट में जो प्रॉविजन है वह मैं आपको पढकर सुनाता हूं—

Section 41 of the Madras Shops and Establishments Act reads as follows :

Notice of dismissal.—1. No employer shall dispense with the services of a person employed continuously for a period of not less than six months except for a reasonable cause and without giving such person at least one month's notice or wages in lieu of such notice, provided, however that such notice shall not be necessary where the services of such person are dispensed with on the charge of misconduct, supported by satisfactory evidence, recorded at an enquiry held for the purpose.

2. The person employed shall have a right to appeal to such authorities and within such time as may be prescribed either on the ground that there was no reasonable cause for dispensing with the services or on the ground that he had not been guilty of misconduct as held by the employer.

3. The decision of the appellate authority shall be final and binding on both the employer and the person employed.

अिस तरह का प्रॉविजन मद्रास अॅक्ट के सेक्शन ४१ के तहत है, लेकिन हमारे यहां जो कानून है अुसका सेक्शन ३६ जो है अुसमें अिस तरह का प्रॉविजन नहीं है। अिसी लिये अगर कोअी अॅम्प्लायर (Employer) अन्याय करता है, या कोअी अॅम्प्लाअी (Employee) अपने हुकूक हासिल करने के लिये कोशिश करता है या रिझनेबल वेजेस (Reasonable wages) की मांग करता हैं या ९ घंटे से ज्यादा काम करने के लिये अिनकार करता है तो अॅम्प्लायर अुसको काम पर से निकाल सकता हैं। यह जो मजदूर हैं वे फॅक्टरी के मजदूरों की तरह संगठन नहीं बना सकते, और मालिक पर प्रेशर (Pressure) भी नहीं ला सकते, या स्ट्राअिक (Strike) भी नहीं कर सकते क्योंकि अिनकी तादाद बहुत कम होती है।

हमारा तजरूबा यह है कि हमारे यहां जो शॉपस् अॅन्ड अेस्टाबिलशमेंट अॅक्ट है अुसके लिहाज से अॅम्प्लाअिको कभी भी निकाला जा सकता है। वजह यह बतलाअी जाती है कि अुसको ग्रॅच्युअटी

दी जाती है अिस लिये क्यों निकाला गया अिसका कारण बताने की जरूरत नहीं है। अिसतरह की कअी शिकायतें हमारे पास आअी हैं। खास कर सिकदराबाद के मॉडर्न केफ की शिकायत हमारे पास आअी थी कि वहां बिना कारण बताये काम करनेवालों को निकाल दिया गया।

अिन तमाम वजूहात के कारण हुकूमत के सामने यह चीज आज लाअी गअी है। शॉप्स अॅन्ड अेस्टाब्लिशमेंट का जो कानून है अुसमें अमेंडमेंट कर के अिन अेंप्लाअिज को अुनके हूकूक दिलाने की कोशिश करनी चाहिये। अिसकी बहुत जरूरत है। बिना रिझनेबल ग्राअुंड (Reasonable-ground) के मालिकों को अपने नौकरों को काम से निकालने की कानूनन मुमानियत होनी चाहिये। मद्रास अॅक्ट मे अिस तरह का प्रॉविजन है, तो अुसी तरह हमारे यहां के कानून के सेक्शन ३६ में भी अुस तरह की तरमीम करने मे कोअी हर्ज नही है अैसा मेरा ख्याल है।

"No employer shall except for misconduct supported by satisfactory evidence recorded at an enquiry held for the purpose or without a reasonable cause and without giving such a person one month's notice or wages in lieu of such notice and without giving such a person gratuity amounting to fifteen days average wages for each year of continuous service subject to a maximum wage of ....".

जो अमेंडमेंट मैंने पेश किया है और मद्रास के कानून में जो प्रॉविजन है, वह मैंने आपको पढकर नाया है। वह दोनों अेक दूसरे से मुमासिल हैं। मद्रास के कानून में बिलकुल अैसा हि प्रॉविजन है यह कानून न होने की वजह से हैदराबाद में जो छोटे छोटे अेंप्लाअीज हैं, अुन्हे आज काम करना मुश्किल हो रहा है। अिस तरमीम की यहां बहुत जरूरत है, अैसा सोंचकर ही यह तरमीम रखी गअी है। हुकूमत अिस बात को ध्यान में रखकर हाअुस को अिस पर बहस करने का मौका दे अैसी मेरी ख्वाहिश है।

The Deputy Minister for Public Works & Labour : (Shri M. S. Rajalingam) : The various experiences that have been gained in implementing the Hyderabad Shops & Establishments Act and the various suggestions that have been made by several associations and individuals regarding this point are being considered at this hour by the Labour Officers Conference, which is being presided over by the hon. Labour Minister. In view of that, I feel that leave may be granted for the introduction of the bill as it will help us in bringing about a comprehensive amending bill if necessary.

Mr. Deputy Speaker : The question is :

"That leave be granted to introduce the Hyderabad shops and Establishments (Amendment) Bill 1954".

The motion was adopted.

Shri. V. D. Deshpande: : I beg to introduce:

"The Hyderbad Shops and Establishments (Amendment) Bill, 1954."

Mr. Deputy Speaker : The Bill is introduced.

The Hyderabad Hindu Women's Right to Property (Extension to Agricultural Lands) Bill, 1954.

Shri K. Venkatrama Rao : I beg leave of the House to introduce :

" The Hyderabad Hindu Women's Right to Property (Extension to Agricultural Lands) Bill, 1954 ."

Mr. Deputy Speaker : Motion moved.

شری کے - وی - رام راؤ - ایوان کو معلوم هیکه بعض ایسے قوانین جو مرکزی حکومت کی جانب سے جاری کئے گئے تھے اور جو هندو خاندان کی عورتوں کے سلسله میں ان کے جائداد وغیره کے متعلق جو کچھ بھی حقوق هیں - ایسے حقوق جو دهرم شاستر کے ذریعه مروجه نہیں هیں ان کی وضاحت کرتے هوئے اور مزید حقوق دیتے هوئے وه جو ایکٹ نافذ کیا گیا تها اسکو گذشته سال حیدر آباد میں بهی لاگو کیا گیا -

اس میں دقت یه هے که حکومت هند کے قانون میں پراپرٹی کی جو تعریف کیگئی هے اس میں اگریکلچرل لینڈس داخل نہیں کئے گئے هیں - یه جو اناملی (Anomaly) هے سنه ۱۹۳۵ع کے دستور کے لحاظ سے ویسی هی قائم هے - اس کے بعد جب دستور هند نافذ کیا گیا تو اس کو شیڈول ۷ کے تحت جو لسٹس هیں - اسٹیٹ لسٹ - یونین لسٹ اور کانکرنٹ لسٹ - اس کے تحت اگریکلچرل لینڈس کو پراپرٹی کی تعریف میں داخل نہیں کیا گیا کیونکه اگریکلچرل لینڈس یونین لسٹ میں نہیں آتے بلکه اسٹیٹ لسٹ میں آتے هیں - اس طرح حکومت هند کو جو زرعی اراضیات هیں ان کو متاثر کرتے هوئے قانون بنانے کا اختیار نہیں هے - اس دقت کو رفع کرنے کے لئے بمبئی - مدراس اور مختلف ریاستوں میں اس قسم کے ایکٹس پاس کئے گئے اور اراضیات کی حد تک بهی توسیع دیگئی هے - حیدر آباد میں بهی اس قانون کو انٹرڈیوس تو کیا گیا هے لیکن اس طریقه سے انٹرڈیوس نہیں کیا گیا که اس کا اثر زرعی آراضیات پر بهی هو -

سنه ۱۹۳۵ع کے دستور کا جو پوزیشن هے وه اب بهی علی حاله دستور هند کے تحت بر قرار هے اور اس کے رهنے کیوجه سے عملا جو دقتیں پیش آرهی هیں ان کو میں ایوان کے ملاحظه میں لانا چاهتا هوں اگرچیکه اس قانون کے لحاظ سے بعض حقوق عورتوں کو دئے گئے هیں لیکن ایک مشترکه خاندان کی بیوه جائداد حاصل کرتی هے تو اس کو موو ایبل پراپرٹی (Movable Property) کی حد تک تقسیم کرنے کا حق هے - اسموایبل پراپرٹی (Immovable Property) کو وه تقسیم نہیں کرسکتی - اراضیات اور مکانات وغیره کو وه تقسیم نہیں کرسکتی - اس دقت کو

دور کرنے کے لئے میں نے ایک چھوٹا سا بل پیش کیا ہے اور دوسرے اسٹیٹس میں اس کی نظیر بھی مل سکتی ہے۔ اس لئے ایوان سے میں اس مختصر سی تقریر کے بعد یہ استدعا کرتا ہوں کہ اسکی اہمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے انٹراڈیوس (Introduce) کرنیکی اجازت دیجائے۔

شری گوپال راؤ اکبوٹے ۔ مسٹر اسپیکر۔ یہ صحیح ہیکہ گذشتہ سال اس معزز ایوان نے انڈین یونین کے چھ سنٹرل قوانین کو ریاست حیدرآباد میں ایک قانون کے ذریعہ سے متعلق کیا ہے ۔ ان ہی قوانین میں ہندو ویمینس رائٹ ٹو پراپرٹی ایکٹ (Hindu Women's Right to Property Act) ۱۹۳۷ع بھی ہے جسکو یہاں متعلق کیا گیا ہے ۔ یہ ظاہر ہےکہ کانسٹیٹیوشن کے لحاظ سے سنٹرل گورنمنٹ اسٹیٹ لسٹ سے متعلق لیجسلیشن (Legislation) نہیں کرسکتی تھی اس لئے فیڈرل کورٹ (Federal Court) کے فیصلہ کو اسبارے میں پیش نظر رکھتے ہوئے اگریکلچرل لینڈس کو اس میں شریک نہیں کیا گیا ۔ لیکن اس وقت جو بل ایوان کے سامنے زیر غور ہے ۔ معزز دوست مجھے معاف فرمائیں اگر میں یہ کہوں — وہ بہت ہی ڈیفکٹیولی ڈرافٹ (Defectively draft) کیا گیا ہے ۔ مدراس ایکٹ کو وہ پیش نظر رکھتے تو ان کو یہ معلوم ہوتا کہ سنٹرل ایکٹ میں ریاستی معاملہ سے متعلق ہونے کی وجہ سے اس چیز کو متعلق نہیں کیا گیا اور یہ بل جوکہ ایک پرائیویٹ بل ہے اس میں یہ اسکیم نہیں آئی ہے ۔ میں اس نوبت پر اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ حکومت کے پیش نظر بھی یہ بل ہے اور اس کی چھان بین ہو رہی ہے ۔ اور ہندو کوڈ بل کی شکل میں نہیں بلکہ دوسری شکلوں میں بھی ایسے قوانین حکومت ہند کے بھی زیر غور ہیں ۔ کیونکہ بل میں اگریکلچرل لینڈس کو شامل نہیں کیا گیا ہے اس لئے اس کی ضرورت یقینی ہے کہ ہمارے پاس اس میں اگریکلچرل لینڈس اور اسموو ایبل پراپرٹی (Immovable Property) کو شامل کیا جائے ۔ اس سلسلہ میں آنریبل ممبر جنہوں نے بل پیش کیا ہے انکی توجہ صرف ایک ہی چیز کی طرف مبذول کراتا ہوں ۔ انہوں نے مدراس کی مثال دی ہے لیکن میں مدراس کے سنہ ۱۹۴۶ع کے فیصلہ کی طرف توجہ دلاتا ہوں ۔ وہاں اکسٹنشن ایکٹ (Extension Act) کے فیصلہ کے نتیجہ کے طور پر یہ ترمیم طلب ہو جاتا ہے یہ وہی ایکٹ ہے جو ہمارے پاس کا اڈاپٹڈ ایکٹ (Adopted Act) ہے ۔ اس قانون کو سامنے رکھکر ایک مکمل قانون ہمارے سامنے آجائے تو میں سمجھتا ہوں کہ آنریبل ممبر کو جو انگزائٹی (Anxiety) ہے وہ ختم ہوجاتی ہے۔ خود حکومت اس پر غور کر کے ایک مکمل قانون سامنے لارہی ہے ۔ یہ قانون فیڈرل کورٹ اور مدراس ہائیکورٹ کے فیصلہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے لایا جانا چاہئے ۔ اس طرف میں آنریبل ممبر کو توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔ اس کے لئے حکومت کو کچھ

وفت دیں داکہ جز جانچ وہ کررھی ھے اس کے بعد ایک مکمل بل لاسکے .. اسلئے میں ان سے پرارتھنا کرتا ھوں کہ وہ اس بل کیلئے پرس (Press) نہ کریں ..

شری کے۔ وینکٹ رام راؤ۔ اس سے قبل بھی منی لینڈرس بل (Money Lenders' Bill) کے سلسلہ میں وعدہ کیا گیا تھا کہ ایسا ایک بل مکمل شکل میں لایا جارھا ھے .. میں یہ بھی کہدینا چاھتا ھوں کہ سنٹرل گورنمنٹ کی جانب سے جو قانون بنا یا جائے اوس طرح کا قانون اسٹیٹ گورنمنٹ کی جانب سے بنا یا جانا ضروری ھے ۔

شری گوپال راؤ اکبوٹے۔ غالباً آپ کو غلط فہمی ھورھی ھے .. سنٹرل پارلیمنٹ لینڈ کے سلسلہ میں قانون نہیں بناسکتی سوائے آرٹیکل (۲۵۰) (۲۰۱) اور (۲۵۲) کے۔ انہوں نے اگریکلچرل لینڈس کو اپنی ڈیفینیشن (Definition) میں شریک نہیں کیا ھے ۔ ھم پراونشیل لیجسلیشن (Provincial Legislation) کے تحت اس کے متعلق لیجسلیشن (Legislation) کرسکتے ھیں ۔ اس لئے موجودہ قانون میں ایک علحدہ بل کے ذریعہ ترمیم لائی جارھی ھے ۔ اس بل میں پراپرٹی کی ڈیفینیشن کو اسنڈ کرکے اگریکلچرل لینڈ کو اوس میں شامل کرسکتے ھیں ۔ پھر ایک علحدہ قانون بنا کر پیچیدگیاں پیدا کرنے سے کیا فائدہ ۔ میں نے جو چار پانچ صورتیں بتائی ھیں ان کو حکومت اگزامن (Examine) کررھی ھے جب یہ اگزامینیشن مکمل ھوجائیگا تو ایک مکمل بل ایوان میں آجائیگا .. میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ اسی سشن میں وہ آئیگا لیکن اگر اسکا اگزامنیشن ختم ھوجائے تو آئندہ سشن میں آجائیگا ۔

Shri K. Venkatrama Rao :—I beg leave of the House to withdraw the motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

Resolution re : Assistance to Handloom Weavers.

Mr. Deputy Speaker : Shri T. Narsimloo to move his resolution.

Shri Pendam Vasudeo rose in his place.

Mr. Deputy Speaker : Since the resolution is in the name of both Shri T. Narsimloo and Shri Pendam Vasudeo, either of them can move the resolution.

Shri Pendam Vasudeo (Gajvel) : I beg to move :

"That this Assembly is of opinion that in view of the existing deteriorated conditions of handloom weavers in the State and the

ever-increasing financial crises and shrinking market, Government help be granted to the weavers. It, therefore, urges upon the Government of Hyderabad to take the following steps immediately in this respect :—

1. Financial aid in the form of loans be granted to individual weavers at the rate of Rs. 100 per loom through the primary societies ;

2. Primary societies be granted a loan amounting to four times their share capital ;

3. The stock of the handloom cloth be purchased immediately by the Government on reasonable prices and in future order for 50% of the total cloth required by the Government be placed with the Primary Societies with the details of design and quality ;

4. Yarn and Handloom cloth be exempted from the sales-tax .

5. The weavers be exempted from all other Government taxes, *i.e.* house tax and professional tax, etc.;

6. The existing price of the yarn be reduced by one-third ;

7. The present Advisory Committee be suitably reconstituted with the technical personnel in it ;

8. Technical training centres be started for training the weavers in dying, bleaching, finishing and calendering ;

9. The Central Government be requested to allot full cess amount proportionate to the number of looms in the State. "

Mr. Deputy Speaker : Resolution moved.

اس ریزولیوشن پر ایک امنڈ منٹ بھی آیا ہے اگر اوس امنڈمنٹ کو بھی موو کرکے ایک ساتھ ڈسکشن کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں وقت بچ جائیگا ۔

Shri Konda Laxman (Asifabad-General) : I beg to move :

" For paras 1 to 9 of the Resolution, substitute the following :—

'1. Financial aid in the form of loans be granted to member weavers of Weavers' Co-operatives for increasing their share capital to promote production activities ;

2. The Government should arrange for loans to theWeavers Co-operatives—

(*i*) by giving guarantees to Scheduled Banks.

(*ii*) from Reserve Bank.

for yarn dealings and marketing of handloom products.

3. The Government should purchase Handloom products from Weavers' Co-operatives and Khadi from certified producing concerns only to meet all its requirements ;

4. Yarn and handloom products handled by the Weavers' Co-operatives be exempted from Sales-tax and arrears be waived.

5. The Government should advise the Local Self Government bodies to exempt the weavers from the imposition of taxes such as House tax, Profession tax etc.

6. The State Government should arrange yarn supplies to the Weavers' Co-operatives at concessional rates, from local mills as well as from the mills outside the State by approaching the Central Government ;

7. The Present Advisory Committee may suitably be expanded by associating more technical personnel with it ;

8. Preference for training should be given in the Technical Training Centres of Commerce & Industries Department to the nominees of Weavers' Co-operatives as well as training in Dyeing, bleaching and finishing be extended in the Centres ;

9. (*a*) The Central Government be requested to revise the formula applied in determining the quota of each State from the Cess Fund and allot full amount due to the Hyderabad State ;

(*b*) since Hyderabad is an undeveloped area in the Handloom industry the Central Government be requested to allot amounts from the Special Reserve Cess Fund earmarked for backward areas ;

10. Audit fees payable by Weavers' Co-operatives waived and the Weavers' Co-operatives be exempted from payment of Audit fees till the end of June 1957. " "

Mr. Deputy Speaker : Amendment moved,

అధ్యక్ష మహాశయా,

శ్రీ పెండెం వాసుదేవ్ :

చేనేత పారిశ్రామికుల విషయంలో భారతదేశంయొక్క పరిస్థితినిగనక ఆలోచించి చూస్తే మన భారతదేశం ఒక పెద్ద వ్యవసాయ దేశమని, దాని తరువాత భారతదేశంలో రెండవ పరిశ్రమ చేనేత పరిశ్రమగానే వుందనే విషయం భారతప్రభుత్వంకూడా అంగీకరించిన విషయమే. దేశము లోని జనాభాలో దాదాపు 30 వ భాగంకంటే ఎక్కువభాగం ఈ చేనేత వృత్తిపైన ఆధారపడి వున్నారు. ఒక్క హైదరాబాదు సంస్థానంపైపు చూస్తే, సంస్థానంలోవున్న ౧౮౦లక్షల జనాభాలో దాదాపు ౧౨ లక్షల జనాభా ఈ చేనేత వృత్తిపైన ఆధారపడి పనిచేస్తున్నారు. ఈ ౧౨ లక్షల జనాభాలో యింతవరకు ౧ లక్ష 30 వేల కార్మికులున్నారని ప్రభుత్వం అంగీకరించి ౭౫ వేల కూపన్సు వరకుకూడా యివ్వడం జరిగింది. ఇంత పెద్ద సంఖ్యలో వున్న ఈ కార్మికుల యొక్క పరిస్థితి నేడు పెద్ద ఆర్థిక సంక్షోభంలో చిక్కుకొని తలక్రిందులై ఉదరపోషణం జరుగక చివరకు వారు ఆత్మహత్యలకుకూడా పాల్పడం జరుగుతోంది. ఈ చేనేత పరిశ్రమ ఈ విధంగా దెబ్బతిని, పారిశ్రామికులు ఆత్మహత్య చేసుకొనేటంత గతికి రావటానికి ముఖ్యకారణం ఏమిటని ఆలోచిస్తే, భారతదేశంలో ఈ పారిశ్రామికులకు ఆర్థిక సహాయంకాని, తరువాత ఆ వృత్తిలో నైపుణ్యం సంపాదించేందుకు కార్మికులకు ఏ విధమైన శిక్షణ సదుపాయాలు ప్రభుత్వం ఈనాటి వరకు చేయలేకపోయింది. పూర్వంనుండి చేనేత పారిశ్రామికుడు పది, ఇరవై నెంబరు నూలు నేస్తూ వచ్చాడు. ఈ నాడుకూడా అదేనెంబరు నూలునేసే స్థితిలో వున్నాడేగాని, వానికి వానిలోనైపుణ్యం కలిగించడానికి ఈ ప్రభుత్వం ఏమీ ప్రయత్నం చేయడంలేదు. దేశంలో నానాటికి నాగరికత, సంస్కృతి పెరుగుతున్నప్పటికీ, చేనేత పారిశ్రామికులలో, ఆ నాగరికతకు సంస్కృతికి తగినటువంటి నైపుణ్యం కలిగించేందుకు శిక్షణ ఏర్పాట్లు చేసేబాధ్యత ప్రభుత్వం పైన వున్నదనే విషయం చివరకు ఈ కాంగ్రెసు ప్రభుత్వంకూడా గుర్తించకపోవడం చాలా విచారకరమైనటువంటి విషయం. ముఖ్యంగా రెండుమూడు సంవత్సరములనుంచి పెద్ద పెట్టున ఆర్థిక సంక్షోభం దేశంలో చుట్టముట్టింది. ఈ ఆర్థిక సంక్షోభంలో ముఖ్యంగా చేనేత పారిశ్రామికులు నానా కడగండ్ల పాలవుతున్నారు. చేసుకొనేందుకు పనులులేక, తయారుచేసిన గుడ్డయినా బజారులో అంగళ్ళలో అమ్ముడుపోక, చివరకు వారికి రోజువారీ కూలిడబ్బులుకూడా గిట్టుబాటు కాకుండా ఉండే పరిస్థితి దాపురించింది. ఈ విషమ పరిస్థితిని అరికట్టేందుకు ప్రభుత్వం ఏమైనా చర్యలు తీసుకొన్నదా అనే విషయం మనం ఆలోచించాలి. ౭, ౩, సంవత్సరాల క్రిందటి చరిత్రను తిరగవేసి, ఈ విధంగా భారత దేశంలో ఆర్థిక సంక్షోభానికి కారణం ఏమిటని ఆలోచించి చూచినట్లయితే ఒకేకారణం కనబడుతుంది. చేనేత పారిశ్రామికులను కానివ్వండి, ఇతర నిరుద్యోగులను కానివ్వండి, లేక ఇతర పరిశ్రమలకు సంబంధించిన పారిశ్రామికులనైనా కానివ్వండి, ఈ ఆర్థిక సంక్షోభంనుండి తప్పించి బయటకు తీసుకరావాలంటే ముఖ్యంగా దేశంలో జాగీర్దారీ, జమీందారీ విధానం పూర్తిగా రద్దుచేస్తేనే తప్ప యితర ఆర్థిక సమస్యలు పరిష్కారమయ్యేందుకు వీలులేదనేటువంటి విషయం ఇప్పటికైనా ఈకాంగ్రెసు ప్రభుత్వం గుర్తిస్తే చాలా బాగుంటుందని నేను మనవి చేస్తున్నాను. దేశంలో రానురాను పరిస్థితులు చాలా గడ్డుగా దాపురిస్తున్నాయి. ఇప్పటికి కాంగ్రెసు ప్రభుత్వం వచ్చి అయిదారు సంవత్సరాలయినప్పటికీ జాగీర్దారీ విధానం, జమీందారీ విధానం పూర్తిగా అంతం చేయలేక

పోయింది. బ్రిటిషు సామ్రాజ్యవాదులు భారతదేశంనుంచి కోటానుకోట్ల రూపాయలు దోచుకుపోయే డబ్బును ఆపేందుకు కాంగ్రెసు ప్రభుత్వం ఏలాంటి ప్రయత్నము చేయలేదు. ఆ ప్రయత్నం చేసేటంతవరకు ఇటువంటి సమస్యలు పరిష్కారము కావు. చేనేతపారిశ్రామికులకున్న యిబ్బందులు అల్లాగే వుంటాయి. మనం ఎన్నో ప్లాన్సు వేయవచ్చు. పథకాలను తయారు చేయవచ్చును. కాని ఆ పథకాలన్నీ కాగితాలమీదనే వుంటాయి. కాబట్టి ఇప్పటికైనా ఆ భూస్వామ్య విధానము, జాగీర్దారీ విధానము పూర్తిగా రద్దుపరచక పోతే ఈ సమస్య పరిష్కారము కాజాలదు. ఎన్నో అడ్వైజరీ కమిటీలు—ఒకటికాదు, 77 వేసినప్పటికీ అసలు సమస్యా పరిష్కారము కాజాలదనే విషయం ఈ ప్రభుత్వం గుర్తించాలని కోరుతున్నాను. హైదరాబాదు సంస్థానములో 2 లక్షలమంది పారిశ్రామికులు కేవలం తమ జీవన భృతికి నేతవృత్తి ఆధారంగా పెట్టుకున్నవారున్నారు. వారిపై ఆధారపడ్డ కుటుంబాల్లో పదిలక్షలమంది వుంటారని ప్రభుత్వముతన్న లెక్కలలో అంచనా వేసింది. వారంతాకూడా సహకార సంఘాలు పెట్టుకొని, వాటిద్వారా సంఘటితపడి ఒక నిర్మాణ స్వరూపంలోకి రావడం మాత్రం జరిగింది. ప్రభుత్వం ఆనాడు చెప్పిన విషయం "మీరు సహకార సంఘాలు పెట్టుకోండి, మీకు అన్నివిధాల ఆర్థిక సహాయంచేస్తాము" అని వాగ్దానాలు చేశారు. అదే విధంగా సహకార సంఘాలు పెట్టుకొని లక్షలాది కార్మికులు సంఘటితపడి ఒక నిర్మాణ స్వరూపంలోకి రావడం జరిగినప్పటికీ వారికి ప్రభుత్వం ఈ మూడు సంవత్సరములనుండి యింతవరకు ఒక్క రాగి దుడ్డుకూడా ఆర్థిక సహాయం చేసేందుకు ప్రయత్నం చేయలేదు. గత సంవత్సరం ఈ అసెంబ్లీలో అప్పటి పరిశ్రమల మంత్రిగారు చేనేతపారిశ్రామికుల గురించి ఒక తీర్మానము ప్రవేశపెట్టారు. అప్పుడు ప్రతిపక్ష నాయకుడైన మా పి. డి. యఫ్. పక్షనాయకుడు చేనేత పారిశ్రామికులకు ఈ సౌకర్యాలన్ని యివ్వాలనిచెప్పి ఆ తీర్మానానికి కొన్ని సవరణలు కూడ తీసుకవచ్చారు. కాని ప్రభుత్వము వాటిని అంగీకరించలేదు. పోనీ ప్రభుత్వం తాను స్వయముగా, బుద్ధిపూర్వకంగా పారిశ్రామికుల ఉపయోగార్థమై తీసుకవచ్చిన తీర్మానాన్ని పాటించిందా అంటే అదీలేదు. చేనేత పారిశ్రామికులకు చీరలు, ధోవతులు కేటాయిస్తామని దేశంలో రాయబారాలు జరిగాయి. మద్రాసు ముఖ్యమంత్రి రాజగోపాలచారిగారు, యితర కాంగ్రెసు మంత్రులు కేంద్రంతో ఈ కేటాయింపు విషయంలో తగువులాడారు. ఈ ప్రభుత్వం కూడా యిక్కడ చేనేతపారిశ్రామికులు నాశనమవుతున్నారని, వారిని ఉద్ధరిస్తామనే పేరుతో ముందుకు వచ్చి ఒక తీర్మానము తీసుకు వచ్చారు. రెండు సంవత్సరములు దాటినప్పటికి యింతవరకు హైదరాబాదు ప్రభుత్వం ఆ కేటాయింపు విషయం లో రవ్వంతకూడా శ్రద్ధచూపలేదు. చివరకు పారిశ్రామికులు కరువుకాటకాలకు, దారిద్ర్యానికి వదలబడ్డారు. వారు ఆ విధంగా ఆర్థిక సంక్షోభంలో పడి నలిగిపోతున్నా, ఆ లక్షలాది కార్మికులు నాశనమవుతున్నా, ఈ ప్రభుత్వం చూస్తూ కూర్చున్నది. ఈ చేనేత పారిశ్రామికులు గత 3, 4 మాసాలనుండి తమయొక్క కోర్కెలను తెలుపుతూ ప్రభుత్వానికి వేల సంఖ్యలో మెమోరాండాలు పంపారు. ప్రతి సొసైటీ పక్షాన, ప్రతి గ్రామంనుండి వేల సంఖ్యలో, ఆర్థికశాఖా మంత్రిగారికి, ప్రధాన మంత్రిగారికి, పరిశ్రమలశాఖా మంత్రిగారికి, సహకార సంఘాల మంత్రిగారికి, యిక్కడవున్న మంత్రులందరికీ విన్నవించుకొన్నారు. చివరకు మూడుమాసాలక్రింద, నేను స్వయముగా పారిశ్రామికుల పక్షానకొంతమంది ప్రతినిధులను తీసుకొని నేటి ఆర్థికశాఖా మంత్రి శ్రీ వినాయకరావుగారివద్దకు వెళ్ళాను. వారు మేము చెప్పినదంతా విన్నారు. విని చివరకు తన దివాళాకోరు

తనాన్ని బయటపెట్టారు. డబ్బులేదన్నారు. ఏమీ సహాయం చేయలేమన్నారు. అసలు, వారు డబ్బు వున్నదని ఎన్నడైనా ఈ అధికారములోనికి వచ్చిననాటినుండి ఫలానాదానికి డబ్బు వున్నదని ధైర్యముచేసి చెప్పారా? అది రైతుల సమస్య కానివ్వండి, కార్మికుల సమస్య కానివ్వండి, మధ్య తరగతుల వారిసమస్య కానివ్వండి, చివరకు ఉపాధ్యాయులు, విద్యార్థుల సమస్య కానివ్వండి, ఏ సమస్య అయినప్పటికీ తమ దివాళా కోరుతనాన్ని చూపెట్టడం, డబ్బులేదని చెప్పడమేకాని, ఈ సమస్యలను ఎంతవరకు పరిష్కరించగలమో పరిశీలించగలమని కాని, పరిష్కారము చేస్తామనిగాని, ఈ విధంగా ఎన్నడూ చెప్పలేదు. ఎప్పుడు, దేనికి వెళ్ళినా "మావద్ద డబ్బులేదు" అన్న పాత పాటే పాడ్తారు. ఆ ప్రకారమే మేము వెళ్ళినప్పుడు కూడా పారిశ్రామికులకు సహాయం చేసేందుకు డబ్బులేదని చెప్పి తప్పించుకొనే ప్రయత్నం చేశారు. నా వెనకాల వచ్చి నపారిశ్రామికులలో ఎంతోమంది గాంధీభక్తులు ఉన్నారు, కాంగ్రెసు భక్తులున్నారు, వారంతా స్వయంగా అడిగారు. నైజాము నవాబును రాజప్రముఖుగా హైదరాబాదు ప్రజల ఆందోళనకు వ్యతిరేకంగా బలవంతంగానెత్తిన కూర్చో పెట్టారు. రాజప్రముఖునకిచ్చే భరణం కనీసం ఒక సంవత్సరం ఆపి ఆ డబ్బును హైదరాబాదు సంస్థానంలోని పది లక్షల కార్మికులకు వినియోగించి, కొంతవరకైనా ఆ సమస్యను పరిష్కారము చేయవచ్చని తెలిపితే దానికి మంత్రిగారేమన్నారంటే తాము రాజప్రముఖును ఒక సంవత్సరం ఉపవాసముంచి చంపలేమన్నారు. ఈ విషయమై ఈ సభవారు ఓపికతో, నిండు హృదయంతో ఆలోచించాలని కోరుతున్నాను. ఒకవైపు పది లక్షలమంది చేనేత పారిశ్రామికులు తిండిలేక అలమటించి పోతున్నారు. ఒకప్రక్కన రాజప్రముఖువద్ద, తాము చెప్పిన ప్రకారము ౬౦౦ కోట్ల రూపాయలు, వజ్రవైఢూర్యాలు మూలుగుతున్నాయి. ఎన్నోవేల ఎకరాల భూమికి వారికి పట్టాలున్నాయి. ఇదిగాక వారిని అన్ని పన్నులనుండి కేంద్రప్రభుత్వం మినహాయించింది. అటువంటి రాజప్రముఖ్‌కు ఒక సంవత్సరం ఇచ్చే డబ్బును ఆపమంటే "మేము ఆ పని చెయ్యం, ఆ పదిలక్షల కార్మికులను ఉరిపెట్టుకోనివ్వండి, మేము రాజప్రముఖుని మాత్రం చావనివ్వం" అని మంత్రిగారు సెలవిచ్చారు. ఇటువంటి ప్రభుత్వం ప్రజాప్రభుత్వమని చెప్పుకొనుట సిగ్గుచేటు అవమానకరమైనటువంటి విషయమని మనవి చేస్తున్నాను. ఒక ప్రక్కన లక్షలాది ప్రజలు నాశనమవుతూంటే, వారిని చావనివ్వండి, రాజప్రముఖుని మాత్రం చావనివ్వము, వారికి మేమ్మ వాగ్దానము చేశాము, అది ఏ విధంగానూ ఆపటానికి ఒప్పుకోము—అని అంటారు. హైదరాబాదులో దినదినమూ ఆర్థిక సంక్షోభంలో పెరుగుతున్న నిరుద్యోగ సమస్యను, ప్రజలయొక్క ఆర్థిక ఇబ్బందులు తొలగించి వాళ్ళ సమస్యలను పరిష్కరించేందుకు ఈ కాంగ్రెసు మంత్రివర్గము యొక్క సిద్ధాంతాలేమిటో, పాలసీఏమిటో ఈ సభవారు బాగా ఆలోచించాలని కోరుతున్నాను ఇక్కడ ఒక విషయము సభవారితో నేను మనవిచేయ దలచుకొన్నాను ఏదైనా ఒక సమస్య వచ్చినప్పుడు, అందరికీ అన్నిపార్టీలు వుంటాయి, నాకుకూడా ఒక పార్టీ వున్నది. ఆపార్టీ పద్ధతి, పాలసీ అంగీకరిస్తాను. ఇక్కడ గౌరవసభ్యులందరూ తమ తమ పార్టీల సభ్యులుగానే ప్రవర్తిస్తారు. కాని వాస్తవంగా సత్యాన్ని ఎదుర్కొంటూ వచ్చినప్పుడు ప్రతి సభ్యుడు వ్యక్తిగత హృదయంతో ఆలోచించాలి. మనమందరం మన నియోజకవర్గాలనుంచి ఎన్నుకొనబడి లక్షలాది ప్రజలకు ప్రాతినిధ్యం వహించి వచ్చాము. ఆ నియోజకవర్గాలలో కార్మికులు ఉన్నారు; రైతులు ఉన్నారు చేనేత పారిశ్రామికులు ఉన్నారు; ఇంకా ఎన్నోవేలమంది నిరుద్యోగులున్నారు. వారందరి సమస్యలను ఆలోచించాలి. అందువల్ల నిష్పక్షపాతమైన బుద్ధితో ఓపికతో శాంతబుద్ధితో

గౌరవసభ్యులు వారి సమస్యలనుగురించి ఆలోచిస్తే మంత్రిగారు అన్న విషయాలు ఎంతవరకు సమంజసమో వాస్తవం ఏమిటో నిలదీసి అడగవలసిన అవసరం ఉంది. గత సంవత్సరం యీ తీర్మానము తీసుకవచ్చినపుడు నూలు పైన నిర్బంధము వేయాలి అని చెప్పాము. ఇప్పుడు నూలు ఎక్కడపడితే అక్కడ లభించే అవకాశం ఉన్నది. లభిస్తున్నదికూడ. నూలు చేనేత పారిశ్రామికుడు కొని దానిచే గుడ్డలు తయారు చేసి రోజువారీగా కూలి గిట్టేటట్లు చేసుకొని అంగట్లో అమ్మే స్థితిలో లేడు. ప్రజల కొనుగోలుశక్తి పూర్తిగా దెబ్బతింది. ప్రజలు తమ అవసరాలను భర్తీచేసుకొనే పరిస్థితిలో లేరు. చివరకు ఒక పూట ఉపవాసము ఉండి గుడ్డలు నేసుకొనే పరిస్థితులు ఏర్పడ్డాయి. పారిశ్రామికులు తయారు చేసే గుడ్డకు కనీస కూలైనా గిట్టుబాటు కావాలంటే యీ పరిశ్రమకు ఆర్థికసహాయం చేయవలసిన అవసరం ఉంది. అది మొదటి సహాయం. రెండవది, పారిశ్రామికులకు తక్కువ ధరకు నూలును అందించే ప్రయత్నం చేయాలి. గత సంవత్సరంనుంచి అసెంబ్లీలో దీనిని గురించి వాదించడం జరుగుతోంది. ప్రభుత్వము నూలు పైన ఉన్న నిర్బంధమును తొలగించి అంగట్లో ఉండే వర్తకుల దయాదాక్షిణ్యాలపైన వదలిపెట్టింది. ఆమధ్య నూలు పైన కొంత ధర తగ్గినట్లు కనుపించింది. కాని ౫౩ డిశంబరునుండి జనవరి ఫ్రిబ్రవరి వరకు తిరిగి నూలు ధర పెరుగుతూ రావడం జరిగింది. ఒక పైపున నూలు ధర పెరగడం, రెండవ పైపున చేనేతబట్టకు సరియైన ధర రాకపోవడం జరుగుతోంది. పారిశ్రామికుల పరిస్థితులు యీ విధంగా ఉంటే, మిల్లు యజమానులకు సక్రమంగా లాభాలు రావడానికి ప్రభుత్వము అన్ని మార్గములను వెతికి తీసిపెట్టింది. మిల్లు యజమానులు తాము అనుకొన్న వెలకు పారిశ్రామికులకు నూలు అందించే అవకాశము కల్గించడం వల్ల ఎక్కువ ధరకు పారిశ్రామికుడు నూలుకొని గుడ్డ తయారుచేసి ఆనూలు ధరకైనా అమ్ముదామని అంగట్లో పెట్టుకొంటే కొనేవాడే లేకుండా పోయాడు. నూలు ధరలు విపరీతంగా పెరిగిపోయాయి. ౫౩ డిశంబరులో ౨౦ నంబరు నూలు ౧౮ రూపాయలు ఉన్నది. జనవరి, ఫిబ్రవరిలలో అది ౧౯—౮—౦ వరకు పెరిగింది. ౨౬ నెంబరు నూలు ౧౯—౮—౦ నుంచి ౨౨—౦—౦ వరకు పెరిగింది. ౨౯ నెంబరు నూలు ౨౧ రూపాయలనుంచి ౨౨—౮—౦ వరకు పెరిగింది. ౩౨ నెంబరు నూలు ౨౨—౮—౦ నుంచి ౨౫ రూ. వరకు పెరిగింది. ౪౦ నెంబరు నూలు ౨౪ రూ. నుంచి ౨౬—౮—౦ వరకు పెరిగింది. ౬౦ నెంబరు నూలు ౪౦ రూ. నుంచి ౪౫ వరకు పెరిగింది. ఒక పైపు నూలు ధర యీ విధంగా పెరుగుతుంటే ప్రభుత్వము వాటిని ఆపుచేయడానికి ఏలాంటి ప్రయత్నం చేయడంలేదు. విపరీతమైన లాభాలను సంపాయించి లక్షలాది రూపాయలను తమ బొక్కసంలో ఎలా నింపుదామని ఆలోచించేమిల్లు యజమానులు యీ విధంగా పారిశ్రామికులను దోచుకోడానికి అన్ని అవకాశాలను ప్రభుత్వం కల్పిస్తోంది. పైగా కంట్రోళ్లు ఎత్తివేశాము కదా అని ధైర్యంగా అంటున్నారు. ప్రభుత్వము చేతగానితనంతో కంట్రోల్సును ఎత్తివేసింది కంట్రోలు ఉండే రోజుల్లో అనేకమంది బ్లాక్‌మార్కెట్లు చేసుకొని దొంగవ్యాపారము చేసుకొని విపరీతమైన లాభాలు సంపాయిస్తుంటే ప్రభుత్వము వారికి అండగాఉండి, ఇప్పుడు ప్రజల కొనుగోలుశక్తి తగ్గిపోయిన తరువాత తాము ఇంకా కంట్రోలు ఉంచినట్లయితే, తమ చేతగానితనం బుజువు అవుతుంది, బయటపడిపోతాం, అని కంట్రోల్సును ఎత్తివేసింది. మొన్ననే తిండి పదార్థాలమీద కంట్రోల్సును ఎత్తివేశామని ఆహారశాఖామంత్రిగారు ఎంతో గొప్పగా చెప్పుకొన్నారు. ఎత్తివేసిన తరువాత వచ్చిన పరిణామాలు ఏమిటో, బాధలు ఏమిటో వారు గమనించి

నట్లు లేదు. ధాన్యం ధర రూపాయకి ఆరు అణాలు పడి పోయింది. దీనివలన కొనేవారికి మేలే జరుగుతోంది. కాని ధాన్యంను అమ్మేవారిస్థితి ధాన్యంను పండించేవారిస్థితి ఆలోచించాలి ఈ విధంగా ధరలు తగ్గితే వారు ఎలా కోలుకొంటారో ఆలోచించాలి. వారికి (Paddy) ఎరువులు తక్కావిపై ఇచ్చారు. ఇంజన్సుకు తక్కావిపై అప్పలు ఇచ్చారు. ఈ విధంగా రైతులకు అనేక అప్పులు ఇచ్చారు. ఈ పరిస్థితులలో వీటిని రైతులు ఎలా తీర్చగలరు? ఇప్పుడు నూరు రూపాయల వస్తువు ౫౦ రూపాయలు అయింది. కంట్రోలు ఎత్తివేయడం కాదు. ఈ పరిస్థితుల్లో రైతులనుంచి ఆ డబ్బును ఎలా వసూలు చేస్తారో ఆలోచించాలి. ఈ విధంగా దేశంలోని నిరుద్యోగ సమస్యను గురించిన విషయంలో ప్రభుత్వముయొక్క చేతగాని తనం బట్ట బయలు అవుతోంది. ఒక వైపున గుడ్డలు అమ్ముడుకావడంలేదు. రెండో వైపున కూలీరేట్లు గిట్టుబాటు కావడంలేదు. పైగానూలు ధరలు విపరీతంగా పెరుగుతున్నాయి. ప్రభుత్వము పారిశ్రామికులకు సరైన ధరలకు నూలును సప్లయి చేయాలి. పారిశ్రామికులకు గిట్టుబాటు అయ్యే నూలును సప్లయి చేయక నూలు సప్లయిని మిల్లు యజమానులకు వదలిపెట్టారు. ఇంకా ఇతర వ్యాపారస్థులు కూడా బయట నూలు అమ్ముతున్నారు. సహకారసంఘాలు పెట్టుకోమని ప్రభుత్వము సలహా ఇచ్చింది. సహకారసంగాఘాలు పెట్టుకొంటే డబ్బు సరిపోవడంలేదు పారిశ్రామికులకు తినడానికే డబ్బు లేకుండాపోతుంది. ఇటువంటి పారిశ్రామికులకు గాని, పారి శ్రామిక సంఘాలకు గాని ఏమాత్రం సహాయంలేదు. మిల్లు యజమానుల చేతుల్లో చేనేత పారిశ్రామికులను దోచుకోటానికి వదిలిపెట్టింది. ఈ విధంగా నూలు ధరలు పెరుగుతూ రావడం జరుగుతోంది.

పారిశ్రామికుల పరిస్థితి ఈ విధంగా ఉంది. ఇక్కడి ప్రభుత్వము పారిశ్రామికుల అవస్థలను చాలా ఆలస్యంగా గుర్తించినప్పటికీ కేంద్రప్రభుత్వము మాత్రము త్వరలోనే గుర్తించింది. "పారిశ్రామికుల పరిస్థితులు చాలా అధ్వాన్నంగా ఉన్నాయి. చేనేత పారిశ్రామికులను ఏవిధంగానైనా ఈ గడ్డు పరిస్థితులనుండి బయట పడవేయాలని" ప్రభుత్వం ఒక పథకం ఆలోచించారు. ఆ పథకం ప్రకారం మిల్లు బట్టలపైన అదనపు పన్నులు వేసి, ఆ పన్నులద్వారా వచ్చేడబ్బును చేనేత పారిశ్రామికులకు అన్నివిధాలా సహాయం —చేయాలని కేంద్రప్రభుత్వము ఒక స్కీము, ఒక పథకం వేశారు. ఆ పథకంప్రకారం ఈ సంస్థానమునకు ఎంతడబ్బు కేంద్రం నుంచి రావాలి? అనేది ఇక్కడవుండే పారిశ్రామికుల సంఖ్యనుబట్టి, సంస్థానమునకు వచ్చేటటువంటి నూలుకోటాను బట్టి చూస్తే ఎంతో డబ్బు రావాల్సి వున్నది. అయినా మన ప్రభుత్వం తాను చేసేది లేక పోయి నప్పటికి దయతలచి కేంద్రం ఇస్తున్న డబ్బునైనా న్యాయంగా మనకు ఎంత రావాలో అంతా రాబట్టటానికి ప్రయత్నం చేయడంలేదు. ఈ ప్రభుత్వముయొక్క విధానము ఈ స్వరూపములో ఉంది. చేనేత పారిశ్రామికుల గురించి ఎన్నోవిధాల ప్రభుత్వానికి తెలుపుతూ రావడం జరిగింది అయినా ఈనాటివరకు హైదరాబాదు సంస్థానంలోని పారిశ్రామికుల సంఖ్యనుబట్టి కొన్ని సంవత్సరాలనుంచి యీ రాష్ట్రానికి దిగుమతి అవుతున్న నూలు కోటానుబట్టి ఇంతసెస్సు (Cess) రావాలని కేంద్రప్రభుత్వాన్ని హైదరాబాదు ప్రభుత్వము అడిగిన పాపానపోలేదు. హైదరాబాదు స్టేటుకు ౧౬ లక్షల ౫౦ వేలు ఇస్తామని ౧౩ లక్షల ౫౦ వేలు ఇప్పుడు పంపిస్తున్నామని కేంద్ర ప్రభుత్వమువారు అన్నారు. ఆడబ్బును వినియోగించడానికి పథకాలు తయారౌతున్నాయి. ఒక సలహాకమిటీ ఏర్పడింది. ఆ కమిటీలు సలహాలు ఇవ్వడం జరిగింది. ఆ కమిటి మూడు, నాలుగు

మాసాలనుంచి గొప్పగా సలహాలు ఇవ్వడం జరుగుతోంది; ఈ సలహా కమిటీని గురించి నేను కొన్ని ఆక్షేపణలు తెలిపాను. ఆ సలహాకమిటీ సక్రమంగా పని జరగాలంటే ఆ వృత్తికి ఆ పరిశ్రమకు సంబంధించినవారినే ఆ కమిటీలో నియమిస్తే యీ పరిశ్రమకు వస్తున్న ఆటంకాలను తొలగించడానికి యీ కమిటీ ఉపయోగ పడుతుంది. ఈ మధ్య ఆర్థికసంక్షోభం వచ్చినమాదిరిగ కాంగ్రెసులోకూడా రాజకీయ సంక్షోభం వచ్చింది. ప్రతివారికీ పదవులు కావాలి. పదవుల్ను ఆశించేవారందరికీ పదవులను కట్టిపెట్టడము యీ కాంగ్రెసు ప్రభుత్వమునకు ఆచారమైపోయింది. దానిని ఆధారం చేసుకొనే యీ చేనేత పరిశ్రమతో ఏవిధమైన సంబంధం లేనటువంటివారిని కనీసం ఏమాత్రం చైతన్యము లేనివారిని ఎక్కువ సంఖ్యలో యీ కమిటీలో ఉంచడం జరిగింది. వారు ఇస్తున్న సలహాలుగురించి ఆలోచించాలి. కేంద్రప్రభుత్వమువారు ౧౬ లక్షల ౫౦ వేలురూపాయిలు ఇస్తామని, ౧౨ లక్షల ౫౦ వేల రూపాయలు వెంటనే అందజేస్తామని చెప్పారు. దీనిని ఏ విధముగా పంపకము చేయాలి? ఈ సలహాకమిటీ ఒక నివేదిక సిద్ధంచేసి మన హైదరాబాదు ప్రభుత్వానికి అందజేశారట. హైదరాబాదు ప్రభుత్వము దాదాపు దానిని అంగీకరించినట్లేనని తెలుస్తోంది. మొదట చేనేత పారిశ్రామికులకు ఒక్కొక్కరికి ౫౦ రూపాయలచొప్పున సహాయం చేయాలని పథకంలో తెల్పబడింది. అందుకు మేము చాలా సంతోషపడ్డాము. కనీసము ఈ కరువుకాటకాల పరిస్థితులలో చేనేత పారిశ్రామికునికి ౫౦ రూపాయలు అప్పుగా దొరుకుతుంది గదా అని సంతోషపడ్డాము. తరువాత కొన్ని కన్నులు తిరగవేసిచూస్తే ఏముంది? గాడిద గుడ్డులాగా ఉన్నది. ఈ ౫౦ రూపాయలును నూరుమందిలోనుంచి పదిమందిని, ఏరి, ఆ పది మందికి ఇస్తామంటారు. ఇది ఎలా జరగాలి? ఈ వందమందిలో ఎవరెవరికి ఈ ౫౦రూ. చొప్పున ఇవ్వాలి? ఈ చిక్కు తొలగకపోతే లాటరీ తీస్తారు. ఈ విధంగా వందమందిలో నుంచి పదిమందిని ఏరి వారికి ఈ ౫౦ వరకు ఇస్తారు. ఈ ౫౦ రూపాయలు అయినా పారిశ్రామికుని చేతిలో పెట్టరు. ఆ పారిశ్రామికునిపేర, అతడు ఏ సొసైటీలో అయితే సభ్యుడుగా ఉన్నాడో ఆ సొసైటీలో జమ కడతారు. అతని చేతికి ఇస్తే ఆ డబ్బుతో త్రాగుతాడు; తింటాడు లేదా రూపాయలకు రూపాయలు పుట్టించే విధానం ఒకటి వుంది. అందుచేత ఆ డబ్బును పారిశ్రామికునిపేర సొసైటీలో జమ కడతారట. సలహాకమిటీ మూడు మాసాలనుంచి కూర్చొని ఇస్తున్న సలహాలు ఇట్లా వున్నాయి. హైదరాబాదు స్టేటులో ఉన్న ౧ లక్ష 3౦వేల పారిశ్రామికులలో ౧3 వేల మందికి ౬ లక్షల ౫౦ రూపాయలు పంపకం చేసేందుకు, కొన్ని వందలు యీ సలహాకమిటీల సమావేశాలకొరకు, ప్రయాణాలకు కొన్నివందలు, యీ విధంగా ఖర్చు పెట్టాలని మూడు మాసాలనుంచి తయారు చేసిన గొప్ప పథకం ఇదీ. తరువాత ప్రతి మగ్గానికి ౨౫ రూ. ఇస్తామని చెప్పారు. ౨౫ రూ. దొరుకుతాయిగదా యని సంతోషించాం. కాని చేతిమగ్గం నుంచి చట్రమగ్గమునకు మార్చుకొనేవారికే యీ ౨౫ రూ. ఇస్తామని చెప్పారు. ౨౫రూపాయలతో చట్రమగ్గము తయారౌవుతుందా? ౨౫ రూ. చట్రమగ్గం ఎక్కడ తయారుచేసి తీసుకువస్తారు? ఒక చట్రంమగ్గమును తయారు చేసుకోవాలంటే, వందరూపాయలు కావాలి. ౨౫ రూపాయలతో ఎలా చేతి మగ్గంను చట్రమగ్గంగా మార్చుకోవాలో తెలియదు. ఈ విధంగా ౨౫ రూపాయలతో చేతి మగ్గంను చట్రమగ్గంగా మార్చుకోవాలని యీ విద్వాయిజరీ కమిటీ, యీ సలహాకమిటీ చూపించిన రెండవ అంశము. వచ్చే ౧౨ లక్షల ౫౦ వేల రూపాయలనుఖర్చుచేసేందుకు అన్ని అంశాలను చూపెట్టారు. ప్రయాణాల ఖర్చులకు కొంత, పైగా ప్రయాణాలు చేసేందుకు ఒక

పోటారు కావాలట. పారిశ్రామికుల లోపల, సహకార సంఘాల లోపల చైతన్యం కలిగించేందుకు ప్రచార ఖర్చులను, ప్రయాణ ఖర్చులను యీ విధంగా ౧౭ లక్షల ౫౦ వేల రూపాయలకు ఖర్చులు చూపెట్టారు. ఇదంతాచూస్తే ఒక సామెత గుర్తుకు వస్తోంది. "ఇంకా పుట్టని పిల్లవానికి ఏమి పేరు పెట్టాలని" ఆలోచిస్తున్నట్లుగా ఉంది. ఇక్కడి ప్రభుత్వము చేనేత పారిశ్రామికులకు ఎలాంటి సహాయం చేస్తోంది?—అనేది చూడాలి. కాంగ్రెసుప్రభుత్వము మూడవ సంవత్సరం నడుస్తోంది.

శ్రీ వి. బి. రాజు:—ఏదైనా చదువుకొనివచ్చారా? ఒకే విధమైనపాట పాడుతున్నారు! సభ్యులు తీర్మానము తీసుకవస్తున్నప్పుడు తయారై వచ్చినట్లయితే బాగుండేది.

శ్రీ పెండెం వాసుదేవ్:—నాకు తెలిసినవి చెబుతున్నాను. సహకారసంఘాలు గురించి, కేంద్రప్రభుత్వము ఇస్తున్న ౧౭ లక్షల ౫౦ వేల గురించి చెబుతున్నాను. తెలిసిన విషయాలే మాట్లాడుతున్నాను. అన్ని విషయాలు నాకు తెలియక పోవచ్చు.

శ్రీ కొండాలక్ష్మణ్:—తెలియకుండా ఎట్లా మాట్లాడుతున్నారు?

శ్రీ పెండెం వాసుదేవ్:—తెలిసిన విషయాలే నేను మాట్లాడుతున్నాను. ఈ విధంగా హైదరాబాదు ప్రభుత్వము తనంతటతాను ఖజానానుంచి చేనేత పారిశ్రామికులకుసహాయం చేసేందుకు ఏమి ప్రయత్నం చేస్తోంది? ఇంతవరకు తాను మాత్రము సహాయంచేయడానికి ప్రయత్నం చేయదు. మూడు సంవత్సరాలనుంచి పరిపాలిస్తున్న యీ ప్రభుత్వము కన్నా, కొన్ని మాసాల క్రిందనే మొన్న అక్టోబరు ఒకటిన ఏర్పడ్డ నూతన ఆంధ్రప్రభుత్వము ఒక అడుగు ముందుకు వేసింది. ఒక అడుగేమిటి, ౧౦ అడుగులు ముందుకు వేసింది. చేనేత పారిశ్రామికుల దగ్గర నిలువ ఉన్న గుడ్డను కొని తానే క్రయవిక్రయాలు నడుపటానికి ఆంధ్రప్రభుత్వము పూనుకొంది. డిశంబరు ఆరవతేదిన ఆంధ్రరాష్ట్రప్రభుత్వము ఒక ప్రకటన చేసింది. అక్కడి కాంగ్రెసు నాయకుడు ప్రగడకోటయ్యగారు లేవదీసిన ఆందోళన ఫలితంగా నిలువఉన్న కోటిరూపాయల గుడ్డను ప్రభుత్వము వెలపెట్టింది. కొనటానికి పూనుకొంది. ఆ గుడ్డను క్రయ విక్రయాలు చేసేందుకు ప్రభుత్వము సహాయము చేయాలనికోరుతూ, ఆంధ్రప్రభుత్వము ౬ డిశంబరు, ౨౩ వ తేది నాడు ౨౫ లక్షల రూపాయలు వరకు సహాయం చేసింది. ఆ విధంగా అక్కడఉంది. ఇక్కడచేనేత పారిశ్రామికులు ఏ విధంగా బాధలు పడుతున్నారో, ఏవిధంగా దారిద్ర్యమునకు లోనవుతున్నారో చూస్తున్నాప్రభుత్వము వారికి ఆర్థిక సహాయంచేయడానికి ప్రయత్నించదు. హైదరాబాదు రాష్ట్రంలో మొత్తము ౨౫ లక్షల రూపాయల గుడ్డ మిగిలిఉంది. (౨౫, డిశంబరు వరకు) ఆ గుడ్డను నష్టానికి అమ్ముకోవడం జరిగింది. ఈ విధంగా సహకారసంఘాలు, ప్రాథమిక సంఘాలు, కేంద్రసంఘాలు గుడ్డను నష్టానికి అమ్ముకొన్నారు. రూపాయకు నాలుగు అణాలు తక్కువచేసి అమ్ముకొన్నారు. దీని నష్టము పారిశ్రామికులే భరించవలసి ఉన్నది. పారిశ్రామికులు యీ విధంగా నష్టం భరించి, ఆ నష్టంవల్ల వారు దివాళా తీసే పరిస్థితులలో ఉన్నారు. కేంద్ర సంఘంకూడా యీ విధమైన నష్టానికి లోనై భవిష్యత్తులో ఆ సంఘము పనిచేసేవిధంగా లేకుండా పోతోంది. ఇలాంటి సమయంలో ప్రభుత్వ కర్తవ్యము ఏమంటే, సహకారసంఘాలకు ప్రాథమిక సంఘాలకు, కేంద్రసంఘాలకు ఆర్థికసహాయం చేయవలసి ఉన్నది. వీరికి సహాయము చేయడము

ప్రభుత్వముయొక్క కర్తవ్యము విధి కూడాను. కేంద్రసంఘానికి ౧౩ లక్షల రూపాయలు సహాయము చేశామని అనవచ్చు. ప్రభుత్వము ఆ సహాయం చేసినమాట వాస్తవమే. కేంద్ర శాఖయొక్క గందరగోళము విషయము ఇక్కడ పెట్టకుండా దానికి ౧౩ లక్షల ౫౦ వేలు సహాయం చేశామని గొప్పలు చెప్పుకోవడం జరుగుతోంది. ఆ విషయం ఇక్కడి సమావేశాల్లో కూడా చెప్పుకోవడం జరిగింది. మొన్న ఆర్థికసంక్షోభంలో గుడ్డను రూపాయకి నాలుగణాలు తగ్గించి అమ్మినందున విపరీత నష్టము సంభవించింది. పారిశ్రామిక సంఘాలకు దివాళా పరిస్థితులు వచ్చాయి. కార్మికులకు పారిశ్రామికులకు ఉద్యోగము కల్గించాలంటే వీరికి ఆర్థిక సహాయం చేయాలి. ఇవాళ యీ తీర్మానము ప్రవేశపెట్టిన ఉద్దేశం ఏమంటే యీ నాడు చేనేత పరిశ్రమ ఎటువంటి క్లిష్ట పరిస్థితులలో ఉన్నదో చేనేత పారిశ్రామికులు ఏ విధంగా ఆర్థిక సంక్షోభమునకు గురిఅవుతున్నారో తెలియజేస్తు వారియొక్క కోర్కెలను చూపించడం జరిగింది. కాబట్టి, ఇప్పుడు నేను ముఖ్యంగా చెప్పేదేమంటే చేనేత ప్రారిశ్రామికులు ప్రతిఒక్కరికి అతనికి ప్రాథమిక సంఘాల్లో పేరు ఉన్నప్పటికి లేకపోయినప్పటికీ ప్రతిఒక్కరికి వందరూపాయలు చొప్పున నగదు సహాయం చేయాలని ప్రభుత్వమువారికి తెలియజేస్తున్నాను. పారిశ్రామికుల చేతికి డబ్బు ఇస్తే, త్రాగుతారు ఆ డబ్బును పాడుచేస్తారు—చెడగొడతారని విచారించనక్కరలేదు. పారిశ్రామికునికి యీ విధంగా నగదు సహాయంచేస్తే, అతడు ఎక్కడపడితే అక్కడ నూలు కొనుక్కొంటాడు. కాబట్టి, పారిశ్రామికుడు అతడు సొసైటీలో సభ్యుడుగా ఉండినా, ఉండకపోయినా వంద రూపాయలు నగదు సహాయం చేయాలనేది మొదటికోరిక. రెండవది, పారిశ్రామికసంఘాలకు కూడా వారియొక్క వాటా ధనానికి ౪ రెట్లు ఆర్థిక సహాయం చేయాలి. ఆ డబ్బును ఒకేతడవ నగదు రూపంలో లేక వాయిదాల పై ఇచ్చినా అభ్యంతరం లేదు. తరువాత, ప్రాథమిక సంఘాల్లో పారిశ్రామికులు తయారుచేసే గుడ్డను న్యాయమైన కూలీరేట్లకు కొని వారికి ఆర్థిక సహాయం చేయాలని కోరుతున్నాను. ఇదిగాక, చేనేత వస్త్రాలపై సేల్సుటాక్సును వెంటనే రద్దు చేయాలి. వీరికి వృత్తి పన్నుఉంది. దీనినికూడా వీరినుంచి మినహాయించాలి. ఇండ్లపన్ను గురించి విరామ తీర్మానము తీసుకవస్తే దానిని త్రోసివేశారు. కోరపోల్ అందోల్ తాలూకా మెదక్ జిల్లా అనే గ్రామంలో ఉండే చేనేత పారిశ్రామికుల ఇండ్లను ఇంటిపన్నులు చెల్లించుకోలేనికారణంగా వాళ్ల ఇండ్లన్నింటిని జప్తు చేసుకోవడం జరిగింది. వృత్తి పన్ను, ఇంటి పన్ను మొదలైన ఇతర పన్నులనుంచి యీ పారిశ్రామికులను మినహాయించాలని కోరుతున్నాను. ఇప్పుడు ఉన్న ఎడ్వయిజరీ కమిటీలో యీ వృత్తికి యీ పరిశ్రమకు సంబంధించినవారు లేరు కాబట్టి, ప్రాంతాలవారిగా, తెలంగాణానుంచి, మరట్వాడానుంచి కర్నాటక ప్రాంతంనుంచి—రాజకీయ పార్టీల భేదాలుమాత్రం పెట్టకుండా యీ పరిశ్రమతో సంబంధము కలిగినవారితో నిపుణులుతో కూడిన కమిటీని నియమిస్తే, యీ పరిశ్రమను ఏ విధంగా అభివృద్ధి చేయవచ్చును అనేది తీవ్రంగా ఆలోచిస్తారు. కాబట్టి సలహా సంఘాలను వెంటనే పూర్తిగా రద్దుపరచి, నిపుణులతో కూడుకొన్న కమిటీని తిరిగి ఏర్పాటు చేయాలని కోరుతున్నాను. కాబట్టి, చేనేత కార్మికుల కష్టాలు తీరతాయనే ఉద్దేశంతో వారి యీ గడ్డు సమస్య పరిష్కరించాలనే ఆలోచనతో ప్రవేశపెట్టిన యీ తీర్మానమును అందరు బలపరుస్తారని ఆశిస్తూ ఇంతటితో ముగిస్తున్నాను.

The House then adjourned for recess till Half Past Five of the Clock.

The House re-assembled after recess at Half Past Five of the Clock.

[Shrimati Masuma Begum (Chairman) in the Chair].

శ్రీ టి. నర్సిములు : (హుజూర్‌నగర్—రిజర్వుడు)

అధ్యక్షిణీ,

ఇప్పుడు చేనేత పారిశ్రామికులకు పనులు లేక చాలా యిబ్బంది పడుతున్నారు. వారు నేసిన బట్టకు అమ్మకాలు లేక అదంతా నిలవ వున్నది. చర్లపల్లి గ్రామంలో ౨౦౦ మగ్గాలుండేవి పనిలేక ౧౫౦ మంది పట్టణాలకు వెళ్ళిపోయారు. నలగొండ జిల్లాలో బుద్దారం గ్రామమున్నది. అక్కడ ౫౦ మగ్గాలుండేవి. వారిలో ౪౦ మంది వెళ్లిపోయారు. కొందరు షోలాపూర్, బొంబాయి వెళ్ళారు. ఉన్నవారికి తిండి లేక చాలా ఇబ్బందులు పడుతున్నారు. ఇంకా చేనేత పారిశ్రామికులను గురించిన విషయాలన్నీ యింతకుముందు పెండెం వాసుదేవుగారు మాట్లాడారు. అంతకు మించి నేను మాట్లాడలేను. ఇంతటితో ముగిస్తున్నాను.

శ్రీ కె. యల్. నరసింహారావు : (ఇల్లెందు—జనరల్)

మిస్టర్ స్పీకర్, సర్,

ఇప్పుడు పెండెం వాసుదేవుగారు చేనేత పారిశ్రామికుల వ్యవహారాన్ని గురించి ఏదైతే తీర్మానం ప్రవేశపెట్టారో, ఆ తీర్మానంపై చర్చ జరుగుచున్నది. ఆర్థిక సంక్షోభమునకు గురియై చేనేత పారిశ్రామికులు తీవ్రమైన యిబ్బందులకు గురియైనారు. వాటిని దూరము చేయుటకొరకు మన ప్రభుత్వము ఏమి చేస్తే బాగుంటుంది—అనే దానిని గురించి ఆ తీర్మానము తీసుకురాబడింది. ఆ తీర్మానములో చేనేత పారిశ్రామికులకు ఉపకరించు వివిధ కోర్కెలు కోరడమైనది. మనం యివ్వాళ్టటి ఆర్థిక సంక్షోభాన్ని దృష్టిలో పెట్టుకొని చూచినట్లయితే దేశం మొత్తంమీద చేనేత పారిశ్రామికులు ఆర్థిక యిబ్బందులకు లోనై తీవ్రంగా బాధపడుతున్నట్లు బోధపడగలదు. సహజంగ మన దేశంయొక్క జనాభాలో ఒక పెద్ద భాగమైన చేనేత పారిశ్రామికులు ఆ విధంగా యిబ్బందులకు గురికావడం జరుగుతోంది. అందుకని ఎట్లాగైతే మనము హైదరాబాదు సంస్థాన ప్రజల బాధ్యతలను నెత్తిమీద వేసుకొని వాళ్ల సమస్యలను పరిష్కరించవలసిన అవసరమున్నదో, అట్లాగే మన జనాభాలో ముఖ్యస్థానము ఆక్రమిస్తున్న చేనేత పారిశ్రామికుల విషయంకూడా సరైన దృష్టితో ఆలోచించి వాళ్ల సమస్యలు పరిష్కరించవలసిన బాధ్యత, అవసరము మనమీద ఎంతైనా ఉన్నదన్న మాట. చేనేత పారిశ్రామికులు లక్షలాదిగా మన రాష్ట్రంలో వున్నారు. ఇవ్వాళ్ల వాళ్ల స్థితి చాలా దిగజారి పోయివున్నది. వీళ్లకు పూర్తిగా సహాయం చేస్తేనే తప్ప వాళ్లంతట వాళ్లు నిలబడగలిగే స్థితిలో లేరు. ప్రభుత్వం వెంటనే పూనుకొని వాళ్లకి సత్వర సహాయం చేయ[illegible] దానికి ముందుకు రాకపోతే ఆ వృత్తే నశించి పోతుందేమోనన్న అనుమానం కలుగుతోంది. [illegible] వంటి తీవ్ర సంక్షోభంలో వున్నప్పుడు ఏ విధంగా వాళ్లకు తోడ్పడ్డామో ఏ విధంగా [illegible] తోడ్పడినట్లయితే ఆ పరిశ్రమకు, ఆ పారిశ్రామికులకు మనము [illegible] యిప్పుడు ఒక సమస్య అయివున్నది. మనం కుటీర పరిశ్రమలను చూచినట్లయితే ప్రత్యేకంగా చేనేత పారిశ్రామికుల సంఖ్య మనకు ఎక్కువగా కనబడుతూంటుంది. ఈ ఒక్క వృత్తిమీద

అధారపడిన వారు ఎక్కువ మంది వుంటారు. ఇతరంగా వ్యవసాయ వృత్తి వున్నప్పటికీ, వాళ్ళ జీవనాధారం ముఖ్యంగా దీనిమీదే ఆధారపడి వుంటుంది. వాళ్ళు ఏదైతే గుడ్డను ఉత్పత్తి చేస్తున్నారో, మార్కెటులో యితర మిల్లుబట్ట ఏదైతే వున్నదో, దానిలో వీరు పోటీ చేయలేక పోతున్నారు. ఆ పోటీకి నిలబడలేని కారణాన వారు జీవనానికి చాలా కష్టపడటం జరుగుతున్నది. నూలు తక్కువ ధరలకు అందించే సౌకర్యాలు ప్రభుత్వంతరఫున సహకార సంస్థల ద్వారా జరుగుతున్నవని చెప్పబడినప్పటికీ, తయారైన గుడ్డ అమ్ముడు పోకుండా వుండటమనే విషయం మనకు స్పష్టముగా కనబడుతోంది. నూలు బజారులో ఏ రేటుకు గిట్టుబాటుగుతోందో, ఆ రేటుకు కోఆపరేటివు అసోసియేషన్సు అందించలేక పోతున్నాయి. అందువలన కార్మికులలో కోఆపరేటివు అసోసియేషన్సులో మెంబర్సుగా వుండాలనే దృష్టి లోపించి పోతోంది. అట్టి అసోసియేషన్సు సరైనరీతిలో మార్కెటు ధరలకన్నా తక్కువ ధరలకు, ప్రభుత్వంనుంచి సహాయం పొందీ, నూలును అందించ లేకపోవడం, ఇన్ని యిబ్బందులకు సహిస్తు తాము, సిద్ధపర్చిన గుడ్డ అదీ మార్కెటులో అమ్ముడుపోకపోవడం, దానివలన చేనేతపారిశ్రామికులు ఎన్నోచిక్కులకు లోనుగావడం, రోజువారీ ఉపవాసాలకు గురిఅవుతూండడం కనబడుతోంది. కొన్ని కొన్ని సందర్భాలలో హైదరాబాదు స్టేటులో ఆ సంఘటనలు జరిగాయో లేదు చూస్తే తెలుస్తుంది. చేనేత పారిశ్రామికులు తమ బట్ట అమ్ముడు పోనీ కారణాన ఉరిపోసుకొనిచచ్చే దీనస్థితిలోకి వచ్చారు. ఈ పరిశ్రమ విషయం దేశం అంతా ఒకే పరిస్థితిగా వున్నది. ప్రక్క రాష్ట్రములో మనకన్న దిగజారిపోయి హీనస్థితిలో వున్నారని మనమే బాగున్నామని సంతోషించవలసిన పరిస్థితిలో మనం లేము. ప్రక్కన ఆంధ్రరాష్ట్రము ఏర్పడి కొద్దికాలమే అయినప్పటికీ అక్కడ చేనేత పారిశ్రామికులకు అవసరమైన సహాయము చేసి ఆదుకొని, వారి రక్షణకొరకు పూనుకొన్నారు కాని మన హైదరాబాదు ప్రభుత్వం నేటివరకు ఆ సమస్య ఎడల సరైన దృక్పథంతో చూచి చేనేత పారిశ్రామికులకు సరైనసహాయం చేయడానికి పూనుకొనలేక పోతున్నది. ఆ పారిశ్రామికులు ఆర్థిక సంక్షోభానికి గురిఅయి తిండికి అలమటించిపోవలసిన పరిస్థితులు ఏర్పడ్డాయి. వాళ్ళకు కొంత సహాయం ఆర్థిక రక్షణ రూపంలోనూ మరికొంత ధనాన్ని అప్పుల రూపంలోనూ యిచ్చి తోడ్పడవలసిన బాధ్యత మనఅందరి మీదకు వచ్చింది. మనందరిమీదకు అంటే ప్రభుత్వము మీదకు వచ్చిందని చెబుతున్నాను. కేంద్రంనుంచి సహాయం దొరుకుతుందని అర్రులు చాచుకొని కూర్చునేకన్న ఈ ప్రభుత్వం సహకారసంస్థల ద్వారా వాళ్ళను యాక్టివైజ్ చేయడానికి తోడ్పడవలసియున్నది. ఒక సహకార చట్టముకూడా చేయబడినది. ఆ చట్టాన్ననుసరించి సహకార సంస్థలను ఏర్పాటుచేయడంద్వారా పారిశ్రామికులకు ఎక్కువ తోడ్పడగలుగుతామని ప్రజా కార్యకర్తలు ఆశించారు. కాని మన ప్రభుత్వమునకు ఒక అలవాటున్నది. కాగితాలమీద ఏదైతే వ్రాస్తారో దానిని చేతలలో జరిపించలేరు. ఆచరణ లేకుండా కాగితాలమీద చూపించి ప్రజలను మోసగించే ప్రభుత్వంగా వున్నది. కోఆపరేటివ్ సంస్థలలో చేనేత పారిశ్రామికులు చేరితే వారి మూల ధనానికి కొన్ని రెట్లు అప్పుగా ఇస్తామని కాగితాలమీద వ్రాయడం, కోఆపరేటివు సంస్థలు పెట్టాక, ప్రభుత్వంనుంచి ఆ అప్పు సంపాదించడానికి పైరవీచేయడంలో వున్న మూలధనాన్ని కోల్పోవడం, చట్టాన్ననుసరించి సరైన సహాయము యివ్వలేకపోవడం మన ప్రజాప్రభుత్వం చేస్తున్న పని. చేనేతపారిశ్రామిక సహకార సంస్థలను యితర సహకార సంస్థలతో పోల్చిచూస్తే [illegible] ఎక్కువ యూనిట్సు వున్నాయి. కాని అవి చేనేత పారిశ్రామికులకు ఏ విధంగానూ

తోడ్పడలేక పోతున్నాయి. దీనికి కారణం ఏమంటే ఏదైతే ప్రభుత్వం కాగితాలమీద మూలధనానికి తగినంత పెట్టుబడి పెడతానని వ్రాసినదో దానిని ఆచరణలోకి తీసుకురాకపోవడమే ముఖ్యకారణమన్నమాట. చేనేత కేంద్రసహకార సంఘంద్వారా పారిశ్రామికులకు సహాయము చేస్తోందని ప్రభుత్వము చెప్పుకోవచ్చును. కాని ఆ సహాయం పమాత్రం సరిపోవడంలేదు. కేంద్ర సహకారసంఘానికి మన ప్రభుత్వం తరఫున ఏదైతే సహాయము చేయబడుతోందని చెప్పబడుతోందో ఆ సహాయము, కేంద్ర సంస్థ తన వ్యవహారములను సరిదిద్దుకోవడమునకే సరిపోకుండాడున్నప్పుడు క్రింది సంస్థలను ఏ విధంగా అభివృద్ధికి తీసుకురావడం జరుగుతుందో మనము ఆలోచించాలి కేంద్ర సంఘముతన వ్యవహారములనే సరిదిద్దుకోలేని స్థితిలో వుంటే, దానిమీద పారిశ్రామికు లందరి బాధ్యత మోపడం ఆ సంస్థ ఏమీ చేయలేక పోతోందని నిందించడంవల్ల లాభంలేదు. కేంద్ర సంస్థలో ఏమైన లోపాలుంటే వాటినన్నింటిని సరిదిద్దుకొని కేంద్రసంస్థ పని చేయడానికి గైడ్ (Guide) చేయవలసిన బాధ్యత ప్రభుత్వముమీద వున్నది. దానిలో లోపాలున్నాయని దానికి సహాయం చేయవద్దని గట్టిగా చెప్పేవాళ్ళు గట్టిగవాదించేవాళ్ళు ఉంటారు. కేంద్రసంస్థ కుసహాయంచేస్తూ స్థానిక సంస్థలకు సహాయము చేయకుండా చేనేత పరిశ్రమ అభివృద్ధి చెందాలంటే, వారి ఇబ్బందులు దూరము కావాలంటే ఏమీ ప్రయోజనము లేదు. కేంద్రంనుంచి ఏదైతే సహాయం రాబోతుందో దానికొరకు చూస్తూకూర్చుంటే పారిశ్రామికులు నాశనమవుతారు. ఆ పరిశ్రమ నాశనమయిన తరువాత కేంద్రంనుంచి ఈ లక్షలాది డబ్బునుతెప్పించి గ్రామాలపైన ప్రవహింపచేసినా ఏమీలాభం వుండదు. చేనేతపారిశ్రామికులు చాలాఇక్కట్లకులోనైవున్నారు. వాళ్ళకు అన్నివిధాలా సహాయము చేయవలసిన అవసరము ఎంతో వున్నది. చేనేతపారిశ్రామికులంటే ఈ కోఆపరేటివు అసోసియేషన్సు (Co-operative Associations)లో వున్నవారేకాదు. మగ్గంమీద నేసుకొని పొట్టపోసుకొనే ప్రతివ్యక్తి చేనేత పారిశ్రామికుడుగా ప్రభుత్వం గుర్తించాలి. కోఆపరేటివు అసోసియేషన్సులో కొంతమంది చేరివుండవచ్చును. చేరనివాళ్ళ సంఖ్య కూడ గణనీయంగా వుంది. చేనేత పారిశ్రామికులందరూ యూనిట్సులో చేరితే బాగుపడతారని చెప్పారుగాని వాటికి ప్రభుత్వసహాయం సరిగా లేనందున వారు చేసిన వాగ్దానాలు ఋజావు చేసుకోలేక పోయారు. ఇవ్వాళ సహకార సంస్థలలో చేరడమనేది వృధాగా డబ్బును తీసుకుపోయి తగులపెట్టడమా ? అని ఆలోచించే స్థితికి కార్మికులు వచ్చారు. ఒక ప్రక్కన సహకార సంస్థలు సహకార విధానంగురించి గొప్పగా చెబుతున్నారు. చేనేత పరిశ్రమ నాశనము కాకుండా వుండాలంటే, అది అభివృద్ధి చెందాలంటే సహకార సంస్థలలోకి రావలసిన అవసరాన్ని గుర్తించేటట్లుగా కార్మికులకు తోడ్పడుతూ ఈ సమస్యను ప్రభుత్వం ముందుకు తీసుకుపోవాలి. సహకార సంస్థలలో చేరినవారికే సహాయం చేయాలి, బయటవున్నవారికి తోడ్పడకుండా వుండాలన్న విషయము సరైనది కాదు. అయితే పైనుంచి ఏదో లక్షలాది రూపాయలు రాబోతున్నాయి, వాటిని ఏమి చేయాలో మీరు చెప్పండయ్యా అని ఒక కమిటీని వేశారు. ఆ కమిటీలో, ఆ సమస్యలో పూర్తిగా సంబంధముండిన పరిశ్రమలో పూర్తిగా నైపుణ్యం వుండి, ఆ వ్యవహారాన్ని పూర్తిగా అర్థము చేసుకోగల పెద్దమనుష్యులను వేసుకుంటేనే, సరైనసలహాలు ఇవ్వగలుగుతారు. [illegible] పూర్తిగా నిరర్థకంగా వుండనిగాని, [illegible] ఎవరైతే వ్యక్తులను ఆ కమిటీలో వేశారో ఆ వ్యక్తులన్న [illegible] నైపుణ్యం [illegible] దానిలో పూర్తిగా [illegible] వ్యక్తులను వేస్తే బాగుంటుందని చెబుతున్నాను. ఇవ్వాళ

ఆ కమిటీ మెంబర్ల లిస్టు తీసుకొని చూచినట్లయితే దానిలో ఆ పరిశ్రమతో సంబంధంలేని వారి సంఖ్య ఎక్కువవున్నట్లు కనబడుతోంది. ఆ పరిశ్రమతో సంబంధంలేని వారున్నచో వారిచ్చే సలహాలు ఎక్కువభాగం పారిశ్రామికులకు మేలుచేసేరీతిగా వుండవు. కాబట్టి ఆ సంఘాన్ని సరిదిద్దాలని, పాతసంఘాన్ని మార్చి, చేనేత పరిశ్రమలో నైపుణ్యంవున్న వ్యక్తులతో ఆ కమిటీని ఏర్పర్చాలని ఈ రిజల్యూషన్‌లో కోరబడింది కూడా. పారిశ్రామికులకు అప్పులు ఇవ్వడం సహాయం చేయడం విషయంలో వెంటనే పూనుకోవాలి. యివ్వాళ ఒక అడ్జర్న్‌మెంటుమోషన్ (Adjournment motion) వచ్చింది. అది అంగీకరించబడలేదు. ఒక ప్రక్కన గతంలో మన ప్రభుత్వం చేనేత పారిశ్రామికులు యిబ్బందులలో పడిపోయారు, వారిని ఆదుకోవాలనే విషయం, అంగీకరించింది. కాని యివ్వాళ్ళ ఏమిచేస్తోంది? మెదక్ జిల్లా ఒక గ్రామంలో చేనేత పారిశ్రామికులు జీవనానికి మూలాధారమైన మగ్గం ఏదైతే వున్నదో, ఆ మగ్గాలను పంచాయితీ బోర్డుకు పన్ను చెల్లించలేకపోయిన కారణంగా చట్టవిరుద్ధముగా జప్తుచేసి హర్రాజు చేయబోతున్నారు. ఆ విషయం ఆలోచించడానికి తెచ్చిన మోషనును యిక్కడ వప్పుకోలేదు. అదీ పారిశ్రామికుల దురదృష్టమనే చెప్పాలి. ఆ మోషన్ ఏ భూస్వాములకో, జాగిర్దార్ల ఆస్తుల హర్రాజులకు సంబంధించినటువంటిదో అయినట్లయితే యిక్కడ చర్చించడానికి బహుశా ఒప్పుకొనేవారు. ఒక విషయం ఏమంటే, ముఖ్యంగా ఈ చేనేత పారిశ్రామికులు ఆర్థిక సంక్షోభానికి గురై కూటికి బాధపడుతున్నారు. వాళ్ళమీద ఈ పన్నులు, అనగా వృత్తిపన్ను, ఇంటిపన్ను లేకుండా చేయాలని ఈ తీర్మానంలో కోరబడింది. ఆ పన్నులన్నింటినీ పెద్దఎత్తున లాభాలు ఆర్జించి మూలధనాన్ని మూటగట్టే వారిపైన వేస్తే బాగుంటుంది. తప్పితే ఏదో చిన్నవృత్తి చేసుకొని పొట్టనుకూడా నింపుకోలేకుండా వున్నవారిమీద, వృత్తిపన్ను, తలకుపన్నూ, తోకకు పన్నువేసిబాధపెట్టుట బాగుండదు కాబట్టి వృత్తిపన్ను యింటిపన్ను మొదలయిన వాటినుండి చేనేతపారిశ్రామికులను మినహాయించాలని పెండెం వాసుదేవు గారు ప్రవేశపెట్టిన తీర్మానాన్ని పూర్తిగా సమర్థిస్తూ, మీరందరుకూడా దానిని ఏకగ్రీవముగా ఆమోదించాలని కోరుతున్నాను. ఈ చేనేత పారిశ్రామికులుకున్న కష్టాలను దూరం చేయాలని ప్రభుత్వాన్ని కోరడంలో మీరందరు కూడా తోడ్పడతారని ఆశిస్తూ నేను ఇంతటితో ముగిస్తున్నాను.

Shri V. B. Raju, (Secunderabad—General): This resolution is a very important one.

شری پنڈم واسد یو - آپ هندی بولیں تو اچھا هوگا -

شری وی - بی - راجو - آپ تلگو میں کہتے هیں تو دوسرے نہیں سمجھ سکتے پھر کیوں آپ تلگو میں بولتے هیں - میں اگر هندی میں بولوں تو آپ نہیں سمجھ سکینگے - جس زبان میں هم اچھی طرح بول سکتے هیں اوسی زبان میں بولنا چاهیئے -

If hon. Members would recall, last year this Assembly passed a resolution recommending to the Government of India that reservation should be made in certain products exclusively for the handloom industry. The present Resolution is a projection of the step or the approach that the Assembly took at that time. The mover of the resolution had very good intentions while moving it, but

many a time a good case is spoiled by bad arguments. I wished that he levelled more cogent arguments keeping in view the industry,—not the political parties that are formed here. I have found of late that partism is eclipsing many issues. Whether it is this party or that party-for the matter of that even the State, is for the people and the issues or the problems that confront the people should be solved by this Assembly. The mover of the resolution did not try to place arguments supporting this industry in preference to large scale mill industry which is responsible for the annihilation of the handloom weaver. I am very glad for one thing, that the resolution has been moved from the other side. The left-particularly, the extreme left-which does not believe in cottage enterprise, in rural industrialisation, has at last come to see eye to eye with. ......

Shri Syed Akhtar Hussain : It is not correct.

Shri V. B. Raju : I withdraw if it is not correct. At least, I find a change in the atmosphere that there is an endeavour from both sides to see a particular issue from a common point. I am glad about it and I hope that the same spirit will be maintained in tackling the other issues and that party symbols do not count very much. I am sure this side will reciprocate equally. If you want others to do good actions you must first start doing good things to yourselves. If I want that you should behave good, I should start behaving good myself. The responsibility of creating a good atmosphere in the House depends on the Opposition. The Opposition should try to win over the ruling party to its point of view and the tactics that may be employed should be of such a nature that not only myself and people of my thinking but leaders of my party also begin to think as you think.

Anyhow, with this introduction I begin to analyse the problem and explain that the handloom industry is passing through a crisis before our eyes. If we turn to the pages of history, such things have happened in other sectors also. Let us take one example. That is the horse. It was the horse that has changed the political map of our world. The Mongol with the help of the horse has brought the world together. But we do not find the horse today. The horse has been displaced by the heavy tank in the first World War and in the 2nd World War it has completely disappeared by the emergence of the jeep car. Our children and grandchildren may not have the benefit to see the horse physically. They may have to satisfy themselves by seeing a picture of the horse. That is how the changes have happened in the social

development or in the development of the humanity also. In the same process, everybody knows how the industrial revolution in the west had hard hit the rural craftsman. It does not require much argument for conviction. India being an agricultural country, an undeveloped country, which is just in the process of industrialisation, is passing through a stage and how we adjust to this transition is the important point. I would only place certain facts and figures for the consideration of the House in respect of the employment question. I do not want to go into other controversies. In India, there are about 453 spinning and weaving mills which employ more than 7,40,000 workers. That is a point of fact. The capital invested is about 104 crores of rupees. As against that, we have the cottage hand-loom industry where there are 28,00,000 (28 lakhs) of looms. At least 2 persons are necessary for running each loom.

These 56 lakhs of people live on this cottage industry, 7 lakhs 40 thousand industrial workers in textile mills versus 56 lakhs of people depending upon the handloom industry. That is the problem before us : whether we should create full employment for these 7 lakhs 40 thousand workers or to these 56 lakhs of workers. When you see the production factor, these 7,40,000 workers emloyed in the factories produce cloth to the extent of 4,500 million yards, or 450 crores of yards, whereas these 56 lakhs of cottage workers are estimated to produce not more than 150 crores of yards of cloth, i.e., one-third ; One-third of the cloth produced by the mill workers, or 56 lakhs of workers produce one-third of the cloth produced by 7 lakhs 40 thousand mill workers.

Now, the annual requirements of the country can be easily and fully met by increasing 50 thousand more workers in the large-scale sector. Then, what will happen to these 56 lakhs of workers ? They are not Jagirdars to get compensation or to have been in possessions of gold or silver. They do not have any other occupation. The only occupation open to them is to go for wage labour. That wage labour is not available today. People who have followed the census figures will find that already 70% of the population live on land, 10% on rural industries and 20% on community services. This is the broad division. That shows the land is already over-populated. When there is already pressure on land, we cannot expect this huge slice of the community to be diverted towards land. The only way that is open is to make them migrate to urban areas to pull Rikshaws. Rickhsaw-pulling is a day-time profession. There are also professions of the nights, that is thieving. But we do not want to drive the cream of our society to the profession of the night and thus cut the roots of the society.

So, the problem is how to give employment to these 56 lakhs of people. The mill industry has grown in war-time, after the war and after independence also. No doubt it has been building up the prosperity of the country but the future is very dark. If I give some more facts and figures the Members of the House and even the people outside will agree that the same fate that the cottage industry or the handloom industry in India is faced or has undergone, has to be faced by the largescale industry also, while competing with the fully developed textile industry of the West. Our worker here the mill-operative handles two ordinary looms in our mills. In Britain 4 to 6 ordinary looms are handled by each operative. Our immediate competitor is Britain, within the Commonwealth orbit. Next to that, you will find Japan, which is springing up again. The mill-operative there runs 48 automatic looms, while our Indian operative runs only 2 ordinary looms ; in Japan a worker runs 48 automatic looms. The fourth country in the textile world is America. There the range is between 32 to 78 automatic looms, which each worker handles. That makes the whole difference in the cost of production. So there is very little like lihood of our cloth finding a good export market. The highest export we have seen during the past ten years was in 1950. We sent out 1333 million yards of cloth, but it fell down in 1952 to 856 million yards. That is, the export has fallen down and the hon. Members may recall that as there was less export and accumulation of stocks in the mills, the Government of India was perforce compelled to reduce the duties and give certain preferences to save the mills from being closed. Now, this picture will show that the cottage industry i.e., the small fish will be devoured by the big fish, the large-scale industry of our country big fish will be devoured by a bigger fish. That is how the process of annihilation of the industrial potentiality of this country will take place.

Now, how to save the situation ? That is the problem. Is it by spoon-feeding, is it by charity that we can save the handloom weaver ? Not at all. From Hyderabad, from Mysore, from Andhra, from Mardas, where the handloom weavers are in good numbers, there was a demand for complete stoppage of manufacture of Dhoties in the mills, but people in Bihar and Bengal demanded for lifting that ban. They say that Dhoties are cheaper in the mills and they are not in a position to pay the rates demanded by the handloom industry. Therefore, you will find the consumer is ultimately the person who determines the fate of an industry. That is, the quality and the price at which it is available, would be the determining factors ultimately for the preservation of any industry or for its annihilation. If the handloom industry

stands these two tests, if we could make the handloom industry stand to these two tests, I am sure it will survive, but it will not be saved by giving a charity of Rs. 100 to every weaver. I will tell you what will happen. The moment he has the money in his hand, what he will do is he will immediately call his son-in-law and feed him for two months. That is his nature. Because our present social demands are such, our social structure is such that we are victims to that. So, that being the case, we shall have to examine more rationallv and then suggest a method which would be helpful for the building up of the industry. If we save the industry, the person is saved. Do not treat him individually. I am sure the hon. Members on the left will not say that the handloom industry should be left in its present stage. They are in favour of intensive collectivisation. They prefer collectivisation, not even of the corporate life, but a collective life, i.e., a rigid, homogeneous collective life.

That being the case, I do not think they plead that the weavers should be treated individually. Individually, he cannot compete with the mill industry. Individually, he cannot survive. The process is towards intensive mechanisation. Nobody can stop it. We can delay the progress. But in what form and in what manner this will happen, history alone can tell. That being the case, why our friends are saying something bad against co-operation. I am unable to understand. Is it because some X, Y or Z has formed the co-operative organisation, that we do not like it ? I want tangible reasons for the opposition. If the co-operative is not working well, let us rectify the mistakes. If the Primary Society is bad, we will rectify it. If the Central Society is bad, let us rectify it. What is the use of abusing the sun, because it does not light your cigarette? Let us have the full perspective and deal with that perspective. That being the case, I will only suggest for the consideration of the House, whether in handling the handloom industry proper justice has been done or not. I am not here to assume to myself the position of a spokesman of Government's policy. I do not arrogate to myself that authority. I can only say that the Government has done something. But I do not mean to say that the Government has done all that needs to be done. I can only say that what has been done and I can suggest what should be done. I think this is available in the amendment brought by hon. Member from Rajura. The Government of India has come forward to levy a three pies cess per rupee of mill-made cloth. Out of the money they are making thus, they will give 16 lakhs to be spent in Hyderabad State. It is true that justice was not done. This is stated in the resolution and I fully agree with that portion of the resolution.

The formula they have adopted was based on the yarn consumption in the State before decontrol or sometime ago was applied. What had happened to Hyderabad was, yarn was allowed only for 79 thousand looms. The yarns thus available was being used by 140 thousand looms. Because of a shortage of yarn they supplied very little and for many reasons, even though we fought so much, we could not get the full quota. Secondly the mistake occurred in this respect, that while deducting for power looms they applied an uniform percentage for all over India. That is not correct as far as Hyderabad is concerned. There are not so many power looms in Hyderabad which could consume sufficient yarn. So applying an increased percentage for power looms and by taking only the yarn consumption of 79 thousand looms, we do not get our money in proportion to our loomage. What should have been the basis is the actual number of looms. Instead of that they have taken the basis of yarn consumed certain years ago. Thus we have been deprived of the legitimate share of finance. The Advisory Board put a request to the Government and the hon. Minister for Industries and Finance had written even a personal letter to the Minister for Industries in the Centre. But unfortunately for us they did not agree with our point of view. So I desire that this Assembly should express unequivocally that our full share of money must be given in proportion to the loomage that we have. On that point, there cannot be any difference.

Then, about giving looms. Out of 16 lakhs of rupees this year, in the scheme that has been sent to the Central Advisory Board, only certain schemes were accepted and others have not yet been accepted. The accepted schemes include giving a loan of Rs.50 to the individual weaver towards share capital and for production purposes. Do not think that this has been done with a bureacratic view. This is to see that the money is utilised for the industry and not for the individual desires, whims and fancies. This money has not been given to the Central Organisation, but it is being given through the Primary Societies. My collegue said that only 10% of the weavers have been given a loan, which is not really attractive. Supposing for the sake of argument, I am prepared to place 10 crores of rupees at the disposal of Shri Pendem Vasudev. Is he going to immediately upset the whole system and mechanise the whole cottage industry and see that the entire mill industry collapses. It cannot be done. It is an age-long system. This industry is not only passing through a crisis, but also a revolution. If one cares to know it, we are gradually going from an individual to an organisation and collective production. If one cares to understand, a scheme was drawn by the Central Advisory Board and

State Advisory Board. Fortunately or unfortunately I happen to be a member of the State Advisory Board and also its Chairman. That is why, I have a dual responsiblity. I can say that we do not claim all the intelligence, nor do we accept all the mistakes. It was a long procedure that has been adopted in all the States. The Advisory Board need not contain only those who are born in a weaver's family. I can easily catch the sentiment behind the statement, but it is not correct. (Interruptions).

You cannot say that only those in the profession for generations can speak about it. We have passed a tenancy law and a Leprosy Bill. We were not Lepors. We talk of so many things and to understand the handloom industry it does not take a number of years. Is it such a difficult task as all that ? I have been able to learn about the industry in three months. I can collect and submit better statistics and show better methods than my hon. collegue can show, who has been brought up in that family.

I can quote better statistics ; I can show better methods than my hon. friends opposite could. It is a question of interest that you take in a particular occupation. And so, that argument is not good and it is not consistent with the spirit of the resolution.

In the resolution it is said that the Handloom Advisory Board should be reconstituted with technical personnel ; the amendment to the resolution says that this Committee can be easily expanded by associating more technical personnel with it. But we cannot point out that X or Y should be taken into this Board. We never insisted on the hon. Minister for Industries that a certain X or Y should be taken. Some X was nominated by accident ; it is nothing but sheer accident. So, do not lay so much stress on that point. The Handloom Advisory Board is not a problem. The problem is the large-scale industry. The question is whether you are going to follow the path that Gandhiji had shown us not ? If you do not, all this argument is a waste. We have to accept for some time whether it is for 10 years, 15 years or 20 years- that there should be certain control and certain check on the expansion of large-scale industry purely from the point of view of employment and not out of sentiment. Do not think that we are people belonging to that class of revivalists. We are also thinking in the same lines as the friends on the opposite side, namely that scientific mechanisation is essential and we are trying to provide improved means for the handloom weaver to increase productivity. That being the case, let us not confuse issues and let us face the problem straight.

Another important factor is the question of marketing of handloom cloth. The production costs are high and there is not that refinement in quality. Government is providing Rs. 3 lakhs as subsidy for selling the handloom cloth at lower rates. It has been decided that Dhoties should be sold at 1½ annas less per rupee ; same is the case with shirting ; for sarees and for blouse pieces it is I anna less in the rupee ; and for 'rumals' it is ¾ths of an anna in the rupee. That is, the weavers' organisations or the weavers' sales depots should sell the cloth at reduced rates and the loss sustained will be compensated. The compensation we have estimated is about 3 lakhs of rupees up to April this year. For the next year, we expect to subsidise to the extent of Rs. 5 lakhs. That means that if we sell 60 lakhs of rupees worth of goods through organised depots, the difference in rates would be about Rs.5 lakhs. One of my friends has said that there is accumulation of Rs.25 or Rs.50 lakhs worth of cloth. I want to know where it is accumulated. There is no organisation for sales or for any other purpose. If one cares to see the cloth that is produced, one will notice that it has to be improved in quality ; it has to be refined ; and calendering has to be done. So much has to be done before it is produced. The resolution says that the Government should purchase the stock of cloth. Is it to be given to the M.L.As? To whom is the Government going to give the cloth or sell it. Even if Government purchases it, somebody should consume it. Everybody says about export market. It is a mere waste of time to talk of export market and of purchase by Government. Handloom cloth will not be purchased more in the urban areas. Handloom cloth must be purchased in rural areas where it is produced. The pity is that mill-made cloth is going into the rural areas. I am not anxious that handloom cloth should go into the urban areas. What I am worried is that mill-made cloth is going into the rural areas and the wealth of the villagers is going into the towns and cities. One more fact is that all the workers of the handloom industry are moving into urban areas like Sholapur and Bombay thus disturbing the balance or equilibrium in urban areas where there is more population.

As far as the scheme submitted by the Advisory Board and sanctioned by Government is concerned, I might say that Rs.650,000 has been provided for 13,000 looms at the rate of Rs.50 per each loom for production purposes. This is towards increasing the share capital. The second thing is the provision of Rs. 3 lakhs as subsidy for under-rating or under-selling the handloom cloth. The third is Rs.125,000 to be given as grant—not loan—for conversion of looms from shuttle to fly shuttle. One of the friends

from the opposition has said that it is not possible to convert into fly shuttle. I cannot understand why it is not possible. We have also provided Rs.182,000 for two calendering machines, sanction for which has not yet come to us.

One of the opposition Members has said that a considerable amount is paid to the Members of the Advisory Board towards sitting fees. If any sitting fee is paid, it is only Rs. 5. Even this Rs. 5 is paid from the normal budget funds of our Government and not a single pie is taken from this fund.

There is also a provision of Rs.10,000 for publicity purposes, *i.e.* for purchasing projectors and for showing certain films for introducing new designs and new types of manufacturing for the weavers.

These are the things that are being done and I thought the Members of this Assembly should have the benefit of the knowledge of the scheme. At least now, we can all take interest in the scheme and suggest measures for improving it.

Without taking any more time of the House, I can only say in conclusion that the amendment that has been brought is an improvement over the resolution. It is not opposing the resolution. There have been certain omissions in the original resolution and these omissions have been filled and certain extravegances have been removed. That is all that has happened. Therefore I would appeal to all the Members to see that the resolution as amended is passed unanimously in this House.

شری کے-وی رام راؤ - جو ریزولیوشن پیش ہوا ہے اس سے متعلق بعض امنڈ منٹس آئے ہیں - امنڈ منٹ کے پیرا گرافس ۵ سے ۱۰ تک قبول کرنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے - البتہ ۱ سے ۴ تک قبول کرنے میں اختلاف رائے ہے - اس کے ساتھ ساتھ میں تفصیلات عرض کروں گا . . . . .

شری لکشمن کونڈا - قبول کرنے سے متعلق تو موور صاحب کہینگے -

شری کے-وی- رام راؤ - موور صاحب بھی یہی کہینگے - پیرا گراف ۴ میں میرا امنڈمنٹ ٹو امنڈمنٹ ہے - پیرا ۴ یہ ہے :-

" Yarn and handloom products handled by the weavers' Co-operatives be exempted from Sales-tax and arrears be waived."

اس سلسلے میں میرا امنڈ منٹ ٹو امنڈمنٹ یہ ہے :-

"handled by the Weavers' Co-operatives."

کو اومٹ کیا جائے - اس کے بعد الفاظ اس طرح ہوتے ہیں -

"Yarn and handloom products be exempted from Sales-tax and arrears be waived"

پیرا ۳ کی حدتک یہ امنڈمنٹ ہے - اگر یہ قبول کیا جاتا ہے تو صرف پیرا گرافس ۱ - ۲ - ۳ رہ جاتے ہیں - اس سلسلے میں میں کچھ وضاحت کروں گا - یہ کہنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اکسٹریم لفٹ (Extreme left) کی جانب سے یہ رزولیوشن لایا گیا ہے - یہ کوئی نئی بات نہیں ہے - میں اوس جانب کے آنریبل ممبرس کو یاد دلانا چاھتا ھوں کہ سنہ ۴۲ - ۴۳ - ۴۴ ع میں اکسٹریم لفٹسٹ پارٹیز (Extreme leftist parties) کے لوگوں نے ہی ہینڈ لوم ویورس (Handloom Weavesrs) کو آرگنائز (Organise) کیا تھا - میں یہ نہیں کہتا کہ اوس جانب کے لوگ ساتھ نہیں تھے - انہوں نے بھی کوآپریٹ (Co-operate) کیا تھا - ان ہی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج حکومت نے کوآپریٹیو سنٹرل ہینڈ لوم ویورس آرگنائزیشن (Co-operative Central Handloom weavers organisation) کے وجود کو تسلیم کیا - اس طرح یہ کوئی نئی بات نہیں ہے - ہم کو کوئی الہام نہیں ہوا ہے - اس کو صرف ایمپلائمنٹ (Employment) کے نقطہ نظر سے پیش کیا گیا ہے - آج وہ لوگ اپنا دھندہ چھوڑ کر، اہل وعیال چھوڑ کر، وطن چھوڑ کر محض پیٹ کی خاطر دوسرے مقامات پر منتقل ہو رہے ہیں - آج وہاں یہ دردشا (दुर्दशा) ہے - یہ ایک میجر انڈسٹری (Major industry) ہونے کی حیثیت سے اس پر غور کرنا ضروری ہے - البتہ میں ہینڈ لوم انڈسٹری ورسس مل انڈسٹری (Handloom Industry Vs. Mill industry) کے طور پر نہیں کہتا - یہ فنڈ امنٹل (Fundamental) اختلاف رہتا ہے - اس لحاظ سے اس انڈسٹری کو مدد دینے کی ضرورت ہے - ایمپلائمنٹ کے نقطہ نظر سے ہمارے کچھ مطالبات ہیں - وہ مطالبات ہم حکومت کے سامنے رکھ رہے ہیں - اسی لئے ہم بنکروں کو متحد ہونے کے لئے کہتے ہیں اور ان کو متحد کرتے ہیں - یہ ہمارا کلیر اسٹانڈ (Clear stand) ہے - میری کانسٹی ٹیونسی میں بنکروں کے ۶ سے زیادہ پرائمری سوسائٹیز ہیں - میں اس امر کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ رزولیوشن کے ۱ - ۲ - ۳ - پیرا اس کے رکھنے کی ضرورت کیوں ہے - آج بنکروں کی کیا حالت ہے میں ایوان کے ملاحظہ میں لانا چاھتا ہوں - اور میں ایوان سے خواہش کرونگا کہ اس مسئلہ پر پارٹی اسپرٹ (Party Spirit) سے غور نہ کریں بلکہ خود غور کر کے کسی مناسب نتیجہ پر پہنچیں - ویورس کو انڈیویجولی (Individually) حکومت کی جانب سے امداد تو دی جا رہی ہے لیکن جو مدد دیجاتی ہے آیا اس سے کوئی خاص فائدہ حاصل ہوسکتا ہے - چنڈور - کوئل گوڑہ میں پرائیمری سوسائیٹیز ہیں -

کے اطراف ۱۰ - ۱۵ مواضعات ھیں - وھاں کے انڈیویجولس کو کوئی فائدہ نہیں ھوتا ھے - میں مانتا ھوں کہ کلکٹیولی (Collectively) کچھ فائدہ ھوتا ھے - جب تک کنٹرول کے بل بوتے پر آرگنائیزیشنس چلتے تھے تو کچھ فائدہ ھو جاتا تھا لیکن ڈی کنٹرول ھو جانے کی وجہ سے کوآپریٹیو سوسائیٹی سے خریدنے کے مقابلہ میں مارکٹ میں جا کر خریدتے ھیں اور وھاں انہیں سستے داموں یارن ملتا ھے - ایک مسئلہ یہ بھی آیا ھے کہ سنٹرل ویورس کوآپریٹیو سوسائیٹی آئندہ موجودہ حالت میں رھے یا کس روپ میں رھے - یہ مسئلہ آج عوام کے سامنے ھے - لیکن ویورس کوآپریٹیو سوسائی کے جو برانچس ھیں انکی کیا حالت ھے - یہ مسلمہ ھے کہ اوس جانب کے آنریبل ممبرس نے ھمارے ریزولیوشن کے پریمبل (Preamble) میں کوئی امنڈمنٹ نہیں لایا ھے - اس سے انہیں اختلاف نہیں ھے - اس دردشا (दुर्दशा) کی وجہ سے پیرا گراف ۱-۲-۳- انڈیویجولس کو امداد دینے کے سلسلے میں ھے - ھم انکے پاس جاتے ھیں تو وہ لوگ اپنی شکایات پیش کرتے ھیں - انکا یہ کہنا ھے کہ ھم ۳۰-۳۰ روپیے شیر کیاپٹل (Share Capital) کے طور پر دئے ھیں - کوئی یکس - وائی - زیڈ اسکا صدر ھے - میں یہ نہیں کہتا - وہ صدر ھوسکتا ھے لیکن آج کانکریٹ حالت کیا ھے - یہ تو ھم مانتے ھیں کہ کچھ دردشا ھے اور اسکو ایک آدہ روپیہ کریڈٹ (Credit) دینے کے لئے آپ تیار نہیں ھیں - جو انڈیویجول ویورس کوآپریٹیو سوسائٹیز آن دی سپاٹ (On the spot) ھیں انکو دینے کے لئے تیار نہیں ھیں - انکی بڑی شکایت یہ ھے کہ ھم ۳۰-۳۰ روپیے دیتے ھیں اور حکومت کی طرف سے بھی امداد دیجاتی ھے لیکن اسکا فائدہ ھمیں کہاں مل رھا ھے - وہ یہ پوچھتے ھیں کہ کیا یہ حیدرآباد میں بیٹھنے والوں کی مناپلی ھے - اسلئے جتنے بھی انڈیویجویل شیر ھولڈرس ھیں وہ اپنا شیر واپس دینے کے لئے کہتے ھیں - جب صدر صاحب وھاں جاتے ھیں تو لوگ ان سے یہ پوچھتے ھیں اور صدر صاحب کو میٹنگ برخاست کرکے واپس آنا پڑتا ھے - لیکن میں یہ کہہ سکتا ھوں کہ ھم نے ان حالات کا صحیح طور پرمقابلہ کیا ھے اور انکو سمجھایا ھے کہ اگر آج اسوسیشن اچھی طرح کام نہیں کر رھی ھے تو اسکو ڈیزالو (Dissolve) نہیں کرنا چاھئے بلکہ ایسا طریقہ اختیار کرنا چاھئے کہ اسوسیشن اچھی طرح کام کرسکے - ھمارا یہ اسٹانڈ (Stand) ھے - ھم ان سے یہ کہتے آئے ھیں خواہ سنٹرل آرگنائزیشن کا جو پریس ھے اس میں نیتا جی کے نیتا کچھ بھی کہیں - ان مطالبات اور ان ھی حالات کیوجہ سے ھم یہ چاھتے ھیں کہ فی صد انہیں کچھ ملے - یہ نہ ھونا چاھئے کہ انڈیویجویل ازم (Individualism) اور کلکٹیو ازم (Collectivism) میں تضاد کرتے ھوئے پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی جائے - ھم اسکے قائل نہیں - ھم فرد اور کل دونوں کی بھلائی چاھتے ھیں اور اس میں کسی قسم کی تفریق کرنا نہیں چاھتے - ھم تضاد پیدا کرنا نہیں چاھتے بلکہ اس طرح ایسے لوگ ھونگے - اگر اس قسم کی شکایت میں کررھا ھوں تو وہ بیجا نہیں ھے بلکہ بجا ھے -

اسکے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم یہ نہیں مانتے کہ ہینڈ لوم اڈوائزری بورڈ میں محض بنکار ہوں ۔ ہمارے خواب و خیال میں بھی یہ چیز نہیں ہے ۔ میں صاف طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ ہم کمیونل ایزم (Communalism) کی بیسس پر سوچنے والے نہیں ہیں ۔ اسلئے ہماری طرف ایسے موٹیوز (Motives) اٹریبوٹ (Attribute) نہ کریں ۔ اگر کچھ کہنا ہو تو احتیاط سے کہیں ۔

چوتھی چیز اس میں سیلس ٹیکس سے متعلق ہے ۔ سیلس ٹیکس ان ہی لوگوں کی حد تک معاف کیا جائے جو ویورس کوآپریٹیو اسوسیشن کے ممبرس ہوں ۔ آج یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جملہ ویورس متحد نہیں ہیں اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ بہت سے بنکروں کو کارڈس نہیں ملے ہیں صرف چند کو کارڈس ملے ہیں جو اس سوسائیٹی کے ممبر ہیں ۔ لیکن بہت سے لوگ اس سے باہر ہیں ۔ محض اس وجہ سے کہ آپکی آرگنائزیشن کے ۔ میں آپکی آرگنائزیشن نہیں کہتا بلکہ ایک خاص آرگنائزیشن کہتا ہوں ۔ ممبر نہیں ہیں ان سے یہ کہنا کہ آرگنائزیشن میں آتے ہیں تو فائدہ اٹھاسکتے ہیں ورنہ نہیں ۔ اس میں بردشالی قوم کے بنی لوگ ہیں اور ہریجن قوم کے لوگ بھی ہیں ۔ اس میں سنکوچت درشٹی (संकुचित दृष्टि) کیوں ؟ اس قسم کا نیا رو مائنڈ یڈنس (Narrow mindedness) کیوں ؟ صرف وشال (विशाल) درشٹی سے سوچئے ۔ محض ان لوگوں کو جو اس کوآپریٹیو سوسائیٹی کے ممبر ہیں ان ہی کو امداد ملے ۔ ایسا کیوں ۔ یہ قید کیوں رکھی گئی ہے کہ صرف ایسی کہادی پر جس پر ویورس اسوسیشن کی مہر ہے اس پر ٹیکس معاف ہو ۔ حیدرآباد میں سلطان بازار میں جاکر دیکھئے کہ اس قسم کی کہادی بہت زیادہ ہے جس پر ویورس اسوسیشن کی مہر نہیں ہے گو کہ وہ لوگ ویورس اسوسیشن کی مقررہ مزدوری نہیں دے رہے ہیں ۔ اسکے باوجود بہت سے پروڈیوسرس ہیں جنکی وجہ سے مزدوروں کا روزگار چل رہا ہے ۔ محض اسوجہ سے مہر نہیں ہے انکو امداد نہ دی جائے تو یہ کونسا انصاف ہے ۔ اسلئے میں اسکو جوں کا توں رکھنے کے لئے پرس کرتا ہوں ۔

ہماری یہ پالیسی ہے کہ کسی طرح اس مسئلہ کو حل کیا جائے ۔ ہوسکے تو یہاں کے مزدوروں کو دوسری انڈسٹریز میں جذب کیا جائے ۔ مل اور مل انڈسٹریز کو گالیاں دینے سے مسئلہ حل نہیں ہوسکتا ۔ اس قدر کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

*श्री. रामराव आवरगांवकर (गेवराई) :—अध्यक्ष महोदय, आज सभागृहापुढे विणकरांच्या प्रश्ना संबंधी ठराव आलेला आहे, आणि या ठरावावर मी माझे जे कांहीं विचार आहेत ते बोलण्यांत सभागृहापुढे ठेवणार आहे. वास्तविक हा जो ठराव आहे तो विरोधी पक्षाकडून आलेला आहे करिता याचा विरोध करावा असे कांहीं कॉंग्रेसच्या मेंबरांना वाटते कीं काय याची शंका वाटते. मला असे म्हणावयाचे आहे कीं जनतेचे जे सर्वोत्कर प्रश्न आहेत त्या पैकीं हा विणकरांचा प्रश्न आहे. याकडे सहानुभूतीने पाहिले पाहिजे. हा बेकारीचा प्रश्न आहे. हे जे हातमागावर काम करणारे

कामगार आहेत त्यांची परिस्थिति अत्यंत वाअीट आहे. मला मोठ्या खेदाने म्हणावे लागते, कीं विणकरांचा चरखा ज्या महात्मागांधींनी आपल्या खांद्यावर घेअून लोकांना खादी वापरण्याबद्दल ज्ञान दिले, त्याच गांधीजींचें शिष्य म्हणविणारे लोक, या ठरावाला विरोध करीत आहेत. डोक्यावर खादीची पांढरी टोपी घालून या ठरावाला विरोध करणे त्यांना शोभत नाहीं. विणकर समाजाची परिस्थिति अत्यंत वाअीट आहे. तसेच महात्मागांधींनीं चरख्याला देवासारखे मानले होते, ही गोष्ट तुम्ही विसरायला नको होती, आणि या ठरावाला विरोध करावयास नको होता. पण तुम्ही खुद्द महात्मागांधीनाच विसरला आहांत व तसेच अेक दिवस कॉंग्रेसला ही विसरणार आहांत मला या बाबतीत ज्यास्त सांगावयाचे नाहीं. परंतु आज जो सत्ताधारी पक्ष आहे तो आपल्या पूर्वीच्या विचारापासून बाजूला सरला आहे. आज झालेली या ठरावावरील टीका याचे स्पष्ट अुदाहरण आहे. तुम्ही खरोखर गांधीभक्त असाल, खादीचा प्रचार करणारे असाल, आणि तुम्हाला खरोखर गांधीजीबद्दल स्वाभिमान असेल, तर या ठरावाला तुम्ही विरोध करावयास नको होता. वास्तविक पाहता हा ठराव तुमच्याकडूनच यायला पाहिजे होता. ते तुमचेच काम होते. पण तुम्ही विसरला तर त्या कामाची आठवण देणे आमचे काम आहे. तुमच्या हाती सत्ता आहे, आणि तुम्हीं बहुमताच्या जोरावर कोणताहि ठराव पास किंवा नापासकरून घेअूं शकता. मला असे सांगावयाचे आहे कीं या ठरावाचा अुद्देश चांगला आहे.

आतांच ऑनरेबल मेंबर फ्रॉम सिकंदराबाद यांनी मोठे मजेदार अुदाहरण दिले आहे. त्यांनी सांगितले की पूर्वी लढाअीच्या कामीं घोडे अुपयोगांत आणत असत. पण आतां त्यांची जागा जीपकारनी घेतली आहे. प्रत्येक काळांत प्रत्येक गोष्टीचे महत्व असते. मला त्यांना सांगावयाचे आहे कीं वृद्ध जे हैदराबाद स्टेट मध्यें घोडे आहेत त्यांना गोळचा घालाव्या काय ? त्यांचे प्रमाणें आपल्या येथे जे विणकर आहेत त्यांची कांहींना कांहीं सोय आपणास केलीच पाहिजे. तसेच जीप गाडी मोठ्या लोकांच्याकडेच असते.

हात मागाचे कापड ज्यांला परवडणार नाहीं तो घेणार नाहीं. पण आपण ते कापड स्वस्त विकण्याची व्यवस्था केली तर लोक जरूर घेतील. ह्यांत मुख्य जो प्रश्न आहे तो बेकारी दूर करण्याचा आहे. या मध्यें ज्या कांहीं सूचना दिलेल्या आहेत त्यावर आम्ही विचार करूंच, पण मला असें सांगावयाचे आहे कीं या प्रश्नाकडे पाहिल्यास असे आढळून येअील की हा प्रश्न पार्टीबाजीच्या दृष्टीने अुभा केलेला नाहीं. तो खरोखर विणकर समाजाच्या जिव्हाळ्याचा प्रश्न आहे.

माझे मित्र माझ्यावर अशी टीका करतील कीं तुम्ही खादी वापरत नाहीं, आणि या प्रश्नावर मात्र जोरांत बोलता. मला त्यांना असे सांगावयाचे आहे कीं आम्हीं नुसती खादी वापरुन जगाला ढोंग दाखवत नाहीं. खादी वापरली आणि विणकरांचा प्रश्न जर सोडविला नाहीं तर त्या खादी वापरण्याचा काय अुपयोग ? गांधीनीं ज्या अुद्देशाने लोकांना खादी वापरावयास सांगितली होती तो अुद्देश अजून सफल झाला नाहीं. त्यासाठीं विणकरांचा हा प्रश्न निकालांत निघाला पाहिजे. या ठरावामध्यें ज्या सूचना केलेल्या आहेत त्यामध्यें अशीहि अेक बाब आहे कीं, प्रत्येक विणकराला १०० रुपये कर्ज दिले जावे. त्यांना जर सरकारने कर्ज दिले नाहीं, तर ते आपला धंदा करूं शकणार नाहींत व अुपाशी राहतील. या सूचनेला केलेल्या दुरूस्ती सूचनेमध्यें अशी सुधारणा आणली

आहे की तो विणकर जर सोसायटीचा मेंबर असेल तरच त्याला तें कर्ज मिळावें. याबद्दल तर माझ्या लक्षात कांहीच येत नाहीं. मला वाटते उद्या तुम्हीं असाहि कायदा कराल की जे अेम्. अेल. अे कॉंग्रेसमध्यें असतील त्यांनाच भत्ता मिळेल. हे म्हणणे बरोबर नाही. शिवाय ज्या सोसायटया आहेत त्या ज्या मूठभर लोकांच्या हातांत आहेत, ते सर्व विणकर नाहीत. त्यांत महार मांग लोकही आहेत. निरनिराळया जातीचे लोक आहेत. याशिवाय ही गोष्ट प्रामुख्याने आढळून येते की तेथे खास जातीच्या आणि वर्गाच्या लोकांनाच मदत देण्यांत येते, ज्यांचा संबंध सोसायटीतील लोकांशी आहे.

प्रायमरी सोसायटीच्या भांडवलाच्या चारपट कर्ज सरकारने द्यायला पाहिजे, अशीहि अेक सूचना आहे. दुसरी गोष्ट अशी आहे की हातमागाच्या कापडावर कोणत्याहि तऱ्हेचा टॅक्स नसावा. पण या सूचनेला दुरूस्तीसूचना आणणारांनी असे सुचविले आहे की सोसायटीच्या मेंबर्सनाच फक्त टॅक्स माफ करण्यांत यावा, ही अत्यंत खेदाची गोष्ट आहे. ऑनरेबल मेंबर फ्रम सिकंदराबाद यांनी सांगितले की आम्ही सर्वांना समानतेने पाहतो. मला त्यांना विचारावयाचे आहे कीं ही कोणती तुमची समतेची दृष्टी ? तुम्ही कांहीं लोकांना टॅक्स माफ करता आणि कांहीं लोकांना करीत नाही.

तुमची जी अॅडवायजरी कमेटी (Advisory Committee) आहे ती नुसती नामधारी कमेटी आहे. कारण या कमेटीने बेकार विणकरांचा प्रश्न सोडविला नाहीं असा माझा या कमेटीवर आरोप आहे. म्हणून ही अॅडवायजरी कमेटी बरखास्त करून दुसरी कमेटी कायम करावयाला पाहिजे.

पांचवी गोष्ट अशी आहे कीं विणकर समाज जो कपडा तयार करतो तो कपडा सरकारने खरेदी केला पाहिजे, कारण लोक तो कपडा विकत घेत नाहींत व यामुळे विणकरांनी केलेले श्रम आणि त्यांनी गुंतविलेले भांडवल व्यर्थ जाते. हा कपडा घेताना विणकरांनी केलेले श्रम, व त्यांनी घातलेले भांडवल यांचा विचार करून त्या कपडयाची किंमत लावली पाहिजे. हा कपडा सरकारने विकत घेअून नंतर लोकांना विकावा. यांत थोडाफार तोटा आला तरी हरकत नाहीं. कारण सरकारला तो कपडा जनतेला थोडा स्वस्त भावाने विकावा लागेल. अशा कामा करिता सरकारला तोटा आला तर ती वाअीट गोष्ट नाहीं. जागीरदारांना भरपाअी देण्याकरिता आम्हाला करोडो रुपयांचा तोटा येतो. तसेच अितर कितीतरी कामासाठीं आम्हाला खर्च सहन करावा लागतो. मग या चांगल्या गोष्टीसाठीं जर थोडाफार तोटा आला तर काय हरकत आहे ?

आणखी अेक गोष्ट अशी सुचवावयाची आहे कीं विणकरसमाजाला धंदेवाअीक टॅक्स नसावा. विणकर समाजाची परिस्थिती फार वाअीट आहे. विणकरांना कायम ठेवण्यासाठीं आणि बेकारीचा प्रश्न सोडविण्यासाठीं ह्या करांतून त्यांना मुक्त केले पाहिजे.

माझी खादीवादी लोकांना अशी विनंती आहे कीं ज्या चरख्याची तुम्ही पूजा केली, आणि जो चरखा महात्मा गांधींनी देवा सारखा मानला, त्याला धूळ खात पडूं देअू नका. विणकरांच्या हिताकरिता ज्या ज्या गोष्टी करणे शक्य असेल त्या त्या गोष्टी जरूर करा. कोणीहि तुम्हाला

विरोध करणार नाहीं. हे काम महात्मा गांधींनी अपूरे सोडले आहे. तें काम पूर्ण करण्याच्या दृष्टीने माननीय मंत्री प्रयत्न करतील, आणि खरोखर हा जो विणकर समाजाचा प्रश्न आहे त्याकडे चांगल्या दृष्टीने पाहतील, अशी मी आशा करतो. शेवटीं हा ठराव सगळ्या मेंबरनी मुळींच विरोध न करता पास करावा अेवढी विनंती करून मी आपले भाषण पुरे करतो.

شری لکشمن کونڈا - اس سلسلہ میں مزید بحث سے پہلے اس چیز کی حدتک محرک صاحب سے پوچھ لیا جائے تو مناسب ہوگا کہ ان میں سے کونسے امنڈمنٹس اون کے لئے قابل قبول ہیں تاکہ جو امنڈمنٹس قابل قبول نہیں ہیں اون کے بارے میں اگر زیادہ وضاحت سے بیان کرنے کی ضرورت ہوتو بیان کیا جاسکے ۔

مسٹر چیرمن - تقاریر ہو جانے کے بعد سوور سے پوچھ لیاجائیگا ۔

***شری بی - سری راملو** (منتھنی) میڈم چیرمن ۔آج ایوان کےسامنے ایک بہت بڑا ریزولیوشن پارچہ بافندوں کے طبقہ کی حالت کو درست کرنے سے متعلق ھاؤز کے سامنے آیا ھے ۔ جو واقعی گمبھیرتا (गंभीरता) کی درشٹی سے سوچنے کے قابل ھے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ آج اس ایوان میں اس طرف کے یا اوس طرف کے آنریبل ممبرس ایسے ہوں جو پارچہ بافندوں کی معاشی پستی کو دورکرنے کے لئے نہ تڑپ رہے ھوں ۔ بدقسمتی سے میں اس اڈوائزری بورڈ (Advisory Board) کا ممبرھوں ۔ مجھے اس کا علم بھی نہیں تھا کہ میں کب اورکسطرح ممبربنایا گیا ھوں ۔ اورمیرا نام اوس میں کیوں آیا ۔ جب مجھے اس کا انویٹیشن (Invitation) پہنچا تو مجھے تعجب ھوا کہ میں تو اون کے واقعات سے واقف نہیں ھوں ۔ کسطرح اون کے حالات درست کرسکتا ھوں ۔ یہ میں سوچتا رہا ۔ ابھی ایک آنریبل ممبر نے مرھٹی میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ اڈوائزری بورڈ میں ایسے ممبر ھونا چاھئے جو کم بولیں اورکام زیادہ کریں ۔ لیکن مجھے یہ معلوم ھوا ھے کہ وھاں بولنے والوں کی ھی زیادہ ضرورت ھے ۔ کام کرنے کی ضرورت نہیں ھے ۔ وھاں پر پارچہ بافندوں کی حالت درست کرنے کے بارے میں پرپوزلس (Proposals) بنانا سوچنائیں پیش کرنا ، حکومت کے عہدہ داروں کو مشورہ دینا اور اس کے بارے میں جدوجہد کرنا ان باتوں کی وھاں ضرورت ھے ۔ اس لئے وھاں بولنے والوں کا ھی کام زیادہ ھے ۔ لیکن محض تالیاں بجانے سے کام نہیں چل سکتا ۔ وھاں بیٹھ کر کپڑا بننے کا کام نہیں ھے ۔ وہ تو ہزاروں لوگ کرتے ھیں البتہ اڈوائزری بورڈ کا فریضہ یہ ھے کہ کپڑا بننے والوں کو کیا سہولتیں مہیا کی جاسکتی ھیں اوس کے لئے کیا سوچنائیں دیجاسکتی ھیں اورکیا سہولتیں پیدا کی جاسکتی ھیں یہ سوچنا ھے ۔ وھاں بنکر کی حیثیت سے بیٹھنے سے کام نہیں چل سکتا ۔ میں اس خیال کا بھی نہیں ھوں کہ صرف ایسے لوگوں کو ھی مشاورتی کمیٹی میں رکھا جائے جو محض مشورہ ھی دے سکتے ھوں ۔ میں اس خیال کا حامی ھوں کہ ٹیکنیکل لوگ بھی جو اس فن کو جانتے ھیں وہ بھی اس میں رہیں تاکہ فیلڈ (Field) پر جو مشکلات پیش آتی ھیں اون کے متعلق وہ صحیح

مشورہ دے سکیں اور یہ بتاسکیں کہ مشاورتی کمیٹی کی تجاویز کسطرح فریم (Frame) کی جاسکتی ہیں ۔ ان مشکلات کو پیش کرنے اور اون کو دور کرنے کے لئے مشاورتی کمیٹی میں ٹیکنیکل (Technical) لوگوں کو رکھنا بہت ضروری ہے۔ ہم نے اس سے پہلے نظام کے دور حکومت میں بھی اور انگریزوں کے راج میں اس قسم کی مشاورتی کمیٹیوں کے لئے جدوجہد کی ہے ۔ آئی ۔ اے ۔ یس اور بیورو کریٹک آفسرس کس طرح ٹیکنیکل معاملات میں مشورہ دے سکتے ہیں جب تک فیلڈ کی مشکلات یا اوس کی تفصیلات بیان کرنے والے نہ ہوں ۔ یہ ہمارا نظریہ رہا کہ گورنمنٹ مشنری کے لوگ کلکٹرس آئی ۔ اے ۔ ایس آفیسرس ۔ ڈائرکٹرس اور اپنے ڈپارٹمنٹ کے ہیڈس جنہیں ٹیکنیکل معاملات کا تجربہ نہیں رہا اونکو مشاورتی کمیٹیوں میں رکھنے میں احتیاط کی جائے ۔ کیونکہ وہ لوگ یہاں آکر کیا کرسکتے ہیں ۔ اون لوگوں کو جو تکالیف ہوتی ہیں وہ اون کو کیا معلوم ۔ یہ کہا جارہا ہے کہ ٹیکنیکل کمیٹی میں باتیں کرنے والوں کی ضرورت نہیں اس لئے میں ان دونوں کے درمیان ایک بیچ کا راستہ نکالنا چاہتا ہوں اور آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں ۔ صرف ٹیکنیکل لوگوں کو ہی مشاورتی کمیٹی میں رکھنے سے بھی کام نہیں ہوسکے گا ۔ بلکہ اوس کے متعلق سوچنائیں دینے والے اور انبھو رکھنے والوں کو بھی رکھنا چاہئے ۔ تاکہ فیلڈ پر جو تکالیف پیش آتی ہیں وہ بیان کرسکیں ۔ ایک ان پڑھ کسان بھی جسکو تجربہ ہے فیلڈ کی تکالیف کو اچھی طرح سے بیان کرسکتا ہے ۔ یہاں ہم اسمبلی میں کسانوں کے مسائل حل کرنے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں ۔ اور ایک آدھ کے سوا کسی کو بھی ہل چلانے کا تجربہ نہیں ہے ۔ لیکن اس کے باوجود بھی ہم یہاں بیٹھ کر زمین جوتنے والے ہزاروں کسانوں کے متعلق تقریریں کرتے ہیں ۔ کیونکہ ہم اون کے مسائل کو یہاں پیش کرنے کا اقتدار رکھتے ہیں ۔ اوسکی قابلیت اور اہلیت رکھتے ہیں ۔ یہاں پر اون کے ٹھوس کام کرنے سے متعلق سوچنائیں دیتے ہیں اور یوجنائیں بناتے ہیں ۔ اسی طرح اوس کمیٹی میں بھی ٹیکنیکل آدمیوں اور ماہرین فن کی ضرورت ہے جو ان یوجناوں پر اچھی طرح سے عمل کراسکیں اور اوسکو ترقی دے سکیں یہ بالکل غلط ہے کہ جو لوگ محض بولنے والے ہیں وہ اچھی یوجنائیں نہیں بناسکتے ۔ اس لئے یہ بہتر ہوگا کہ یوجنائیں دینے والوں اور ٹیکنیکل آدمیوں کی کمیٹی بنائی جائے اور اس مومنٹ کو اچھی طرح اکسپینڈ (Expand) کیا جائے ۔ یہ بالکل موزوں ہے ۔ یہ اصل ریزولیوشن سے ہٹ کر نہیں ہے بلکہ اصل ریزولیوشن میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اوس سے ملتا جلتا ہے ۔ یہ ریزولیوشن موور ایک خاص درشٹی سے لا رہے ہیں ۔ ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ یہ ریزولیوشن حیدرآباد کوآپریٹیو سنٹرل اسوسی ایشن کی حالت کو سامنے رکھتے ہوئے لایا جا رہا ہے ۔ ہمارے اسٹیٹ میں کاٹیج انڈسٹریز اور ویورس انڈسٹریز کی حالت کو بہتر بنانے میں سنٹرل اسوسی ایشن پیچھے ہی ہے ۔ اس کو درست کرنے کی ضرورت ہے اس کے متعلق تجویز آگے آسکتی ہے ۔ اس کے متعلق ایسی کمیٹی قائم کی جاسکتی ہے جو فینانشیل

پوزیشن کے متعلق انکوائری کرسکے اگر اس میں عبن ہو رہا ہے تو ایسے لوگوں کو نکال باہر کرسکتی ہے اس طرح کا اقدام حکومت کرسکتی ہے ۔ اگر یہ نہیں تو اسی درشٹی کو لیکر اس ریزولیوشن کو اس طرح پیش کیا جائے کہ اس میں کوئی بہتری ہو ان لئے اسکو پرائمری جسٹس سے دیکھتے ہوئے اس جذبہ کو حاوی رکھتے ہوئے اس کو چلانے کی ضرورت ہے ۔ اس وجہ سے سنٹرل اسوسی ایشن کی ہم کو ضرورت ہے ۔ آنریبل ممبر سے میں درخواست کرونگا کہ کوآپریٹیو موومنٹ میں تمام لوگوں کو لیں اور کوآپریٹیو سوسائیٹی پر اپنا قبضہ جمائیں ۔ اسطرح سنٹرل اسوسی ایشن میں آسکتے ہیں ۔ کوئی لکشمن نہیں بلکہ آپ خود کونڈہ بنکر بیٹھ سکتے ہیں ۔ زیادہ فرق نہیں پڑتا ۔ یارن (Yarn) کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ سیل ٹیکس انہیں لوگوں کو دینا چاہئے جو کوآپریٹیو سوسائیٹی میں شریک ہیں ۔

" Yarn and handloom products handled by the weavers' Co-operatives be exempted from sales-tax and arrears be waived "

سیل ٹیکس ایسے وستو (वस्तु) کو دیا جاتا ہے نہ کہ کسی فرقے کو دیکھ کر دیا جاتا ہے ۔ سیل ٹیکس جو عائد کیا جاتا ہے وہ کسی خاص وستو کے لئے نہیں ہے ۔ خواہ وہ کسی پارٹی کا آدمی ہو یا کسی کا رشتہ دار ہو ۔ کوآپریٹیو فولڈ (Co-operative fold) جو نہیں کرتے وہ بیچ لے رہے ہیں کنزیومر تو اوس سے بھی حاصل کرسکتا ہے ۔ اسکے ہاتھ میں چار پیسے آئینگے ۔ اپنے ہاتھ کا کپڑا بیچتا ہے تو اسکو فائدہ ہوگا ۔ اسکا فائدہ ہر ویور (Weaver) کو ملنا چاہئے ۔ ویورس کے حالات کو درست کرنے کے لئے یہ رزولیوشن لایا گیا ہے اگر اسکو پاس کرلیں اور گورنمنٹ آف انڈیا کو بھی توجہ دلائی جائے وہاں سے جو امداد آتی ہے اس پر دیر سے قدم اٹھایا جاتا ہے نگر یہاں کی حکومت بھی اس کا ساتھ دے تو اچھا ہوگا لیکن حیدرآباد کی حکومت کچھ غلط فہمی سے کام کررہی ہے ۔ اسلئے میں حکومت سے درخواست کرونگا کہ جو رزولیوشن ہم پاس کررہے ہیں اسکو منوانے کی گورنمنٹ آف انڈیا تک بھی کوشش کرنی چاہئے ۔ اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

مسٹر چیرمن ۔ موور آف دی رزولیوشن اگر یہ بتائیں کہ وہ امنڈمنٹس میں سے کونسے کونسے امنڈمنٹس قبول کرتے ہیں اور کونسے امنڈمنٹس رد کرنا چاہتے ہیں تو بہتر ہوگا ۔

شری پنڈم واسو دیو ۔ مجھے ان امنڈمنٹس میں سے امنڈمنٹ نمبر (۴) سے اختلاف ہے ۔ نمبر ۱ و ۲ و ۳ کو میں قبول کرنا نہیں چاہتا ۔ امنڈمنٹ نمبر ۴ میں بتایا گیا ہے کہ کوآپریٹیو سوسائیٹی میں جو ممبرس ہیں ان ہی کو سیل ٹیکس معاف کرنا چاہئے ۔ صرف

" Yarn and handloom products be exempted from Sales-tax and arrears be waived"

اتنا رکھیں تو میں اسکو ماننے کے لئے تیار ہوں ۔ اسکے بعد امنڈمنٹ نمبر ۵ و ۶ و ۷ و ۸ کو میں مان لیتا ہوں ۔

مسٹر چیرمن ۔ کیا امنڈمنٹ نمبر ۱ و ۲ و ۳ کو آپ ایگری (Agree) نہیں کرتے ۔

شری پنڈم واسو دیو ۔ نہیں ۔ میں ایگری نہیں کرتا ۔

* **شری لکشمن کونڈا** ۔ میڈم چیرمن ۔ کافی بھاشن ہوئے ہیں ۔ کچھ آنریبل ممبرس نے بنکروں کی سنوسناؤں کو سمجھے بغیر بہت کچھ کہدیا ۔ ہینڈ لوم اڈوائزری بورڈ کے چیرمن آنریبل ممبر فار سکندرآباد کے بھاشن کو بھی سمجھنے کی کوشش نہیں کی اور اس کا غلط انٹرپریٹیشن (Interpretation) کیا ۔ میں اون ساری تفصیلات میں جانا نہیں چاھتا کیونکہ وقت کم ہے ۔ میں صرف اون آنریبل ممبرس کے خیالات کے بارے میں سرسری طور پر کچھ کہونگا جن سے غلط فہمی کے پیدا ہونے کا امکان ہے ۔ ویورس کوآپریٹیو کا کیسے ڈیولپمنٹ ہوا ۔ کوآپریٹیو سوومنٹ میں کن کن پارٹیوں اور کن کن لوگوں کا ھاتھ تھا یہ ساری چیزیں دقت طلب معلوم ہوتی ہیں ۔ یہ ہوسکتا ہے کہ چند افراد خواہ وہ کسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہوں ایک جگہ جمع ہوئے اور انہوں نے اس کے لئے کوشش کی جسکے نتیجہ میں یہ صورت پیدا ہوئی ۔ کوئی ایک شخص نے یا کوئی ایک سیاسی پارٹی کے افراد نے اسکو آگے بڑھانے کی کوشش کی ایسا نہیں ہے ۔ اس قسم کے رجحان کی وجہ سے آج بنکروں کو کافی نقصان پہنچ رہا ہے ۔ میں پرارتھنا کرونگا کہ چاہے وہ کسی سیاسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہوں بنکروں کے فائدے کا خیال رکھیں ۔ اور مہربانی کرکے مسئلہ کو صاف طور پر سلجھانے کے ناتے بنکروں کے مسائل پر سوچیں خواہ وہ کسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہوں ۔ یہاں مسائل کی اھمیت ہے کس کی جانب سے یہ مسئلہ آیا ہے اسکی اھمیت نہیں ہے اسلئے اس پر دھیان نہ دیں ۔ یہ خیال نہ کریں کہ فلاں پارٹی کی طرف سے یہ مسئلہ آیا ہے محض اسلئے اختلاف کیا جائے ۔ عملی طور پر کیا ہوسکتا ہے اور فی الواقعی بنکروں کو اور انڈسٹری کو کسطرح فائدہ پہنچاسکتے ہیں اس پر غورکرنا چاھئے یہ بنیادی چیزیں ہیں جنکو اپنی درشٹی میں رکھنا ضروری ہے ۔ جنرل طور پر یہ خواھش کی گئی ہے کہ ایک سو روپیہ بنکروں کو دینا چاھئے ۔ سو روپیہ فی کس بنکروں کو دئے جائیں یہ مطالبہ کیا گیا ہے ۔ کنزیومرس کو جو کارڈس وصول ہوتے ہیں وہ ایک لاکھ پچاس ہزار ہوتے ہیں ۔ اسطرح دیکھا جائے تو دیڑھ کروڑ روپیہ دینا پڑیگا ۔ کیا اسمبلی کے ممبر کے ناتے جو ذمہ داری اون پر آسکتی ہے اوسکے نظر کرتے اپوزیشن کے ممبرس ٹھنڈے دل سے ایمانداری کے ساتھ یہ یقین کرتے ہیں کہ اسقدر رقم انکو دیجاسکتی ہے ؟ . . .

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—स्पीकर सर, किसी मेंबर की ईमानदारी के बारे में रेफर करना मैं मुनासीब नही समझता ।

شری لکشمن کونڈا - میں نے نیک نیتی کے مفہوم میں کہا ہے - کیا یہ پریکٹیکلی پاسیبل (Practically Possible) ہے - میں سمجھتا ہوں کہ یہ امپاسیبل (Impossible) ہے - سچ مچ بنکروں کے لئے ایسا نہیں کیا جاسکتا - میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ پر پھر سے غور کریں - رقم انڈیویجول (Individual) کو دیجائے لیکن اسکا استعمال کلکٹیو کنٹرول (Collective control) کے ما تحت کیا جانا چاہئے یہ میرا پرپوزل (Proposal) ہے اور میرے امنڈمنٹ کا مطلب یہی ہے . . . .

شری کے - وینکٹ رام راؤ - کیا آپکا یہ مطلب ہے کہ وہ آپکے کنٹرول میں رہے -

شری لکشمن کونڈا - میرا کنٹرول نہیں رہیگا بلکہ جس اسٹیٹ میں رجسٹر کرایا گیا ہے اسکا کنٹرول رہیگا - یہ بڑی مشکل ہے کہ جب کوئی مسئلہ پیش کیا جاتا ہے تو اس نقطہ نظر سے غور کیا جاتا ہے کہ کس پارٹی کے ممبر نے پیش کیا ہے - جب کوئی مسئلہ آتا ہے تو اسپر اس لحاظ سے غور کیا جاتا ہے کہ کون کہتا ہے - اگر ایک سیدھی سادھی درشٹی کے ساتھ دیکھا جائے تو مسئلہ بالکل صاف ہے - انڈیویجولس کو جو تقاوی دیجاتی ہے اوس سے اونکی شادیاں ہوتی ہیں اور دوسری اغراض پر صرف کرلیتے ہیں - ان باتوں پر غور کرنا چاہئے - کئی باتیں کہی گئی ہیں - اس میں یہ بھی فلاسفی ہے کہ آخر آپ انڈسٹری کو ڈیولپ کرنا چاہتے ہیں - اور ڈیولپمنٹ (Development) اوس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ آپ پٹی ایبل پیوپلس بنکروں اور مرچنٹس کو یکجا نہ کریں - حالات ایسے ہیں کہ وہ پسے جا رہے ہیں - اونکو ایک جگہ لانے کا طریقہ یہ ہوگا کہ کوآپریٹیو پرنسپلس (Co-operative-principles) کے تحت انکو یکجا ملا کر انکی انرجی (Energy) انکی انٹیلیجنشیا (Intelligentia) اورفینانشیل پوزیشن (Financial-position) ان تینوں کو ایک جگہ لاکر کلکٹیو کنٹرول کے ذریعہ اور اس مشترکہ کوشش کے ذریعہ انڈسٹریز کو نئے واستے پر لانا چاہئے تاکہ پروڈکشن بڑھے - مانگ زیادہ ہو اور پبلک اٹراکٹ (Public attract) ہو - پیٹرن (Patron) اچھا بنے اور ایک کوآپریٹیو آرگنائیزیشن سے اسٹینڈرڈ پروڈکشن (Standard production) کو اسٹینڈرڈ ریٹس (Standard Rates) پر لاسکیں - اس کام کے لئے پیسہ دیا جائے تو انڈسٹری ڈیولپ ہوگی اور سارے انڈسٹریلسٹس (Industrialists) کو اس فنڈ سے فائدہ پہنچے گا - اگر انڈیویجولس کو دیا جائے تو اسکو وصول کرنے کی ذمہ داری کن پر رہیگی اور کیا وہ سچ مچ سو روپیہ لیکر نئے پیٹرن کے تحت کام کرسکیں گے یہ نا ممکن بات ہے - جو امداد زیادہ سے زیادہ بہتر شکل میں کام کرنے کے لئے لیجاتی ہو اسکو انکریج (Encourage) کرنا چاہئے - ایسا انتظام کرنا چاہئے کہ ۱۰ روپیہ دس فیصد کے حساب سے کاٹ کر جو دئے جاتے ہیں وہ انڈیویجول ممبر کے نام پر رہینگے -

یه رقم وہ دھیرے دھیرے شیر کیپا پیٹل (Share Capital) یا شیر اماونٹ سے ادا کریگا ۔ اسکے پاس کی رقم اسکو واپس دینے کے لئے پرچار کیا جاتا ہے ۔ بلکه سوسائیٹی میں جا کر دھمکیاں دیجاتی ہیں ۔ سوسائیٹی کو طرح طرح سے قرضے لیکر لوگ اسکو چلاتے ہیں یه سمجھ میں آنے والی بات نہیں ہے ۔ قرضے کے لئے اوس سوسائیٹی نے کوشش کی ہے ۔ لیکن قرضه لینے والے کی نیت یه ہوکه وہ واپس کریگا لیکن جہاں نیت واپسی قرضه کی نه ہوتو پھر دوسری بات ہے ۔ ایسی صورت میں پھر سوال یه پیدا ہوتا ہے کہ کیا قرضه دینے کے سوال کو انکریج کیا جائے اور قرضے دئے جائیں یا نہیں ؟ انڈیویجولس کو انکریج کرنے کے بارے میں ہم اسلئے پیچھے ہٹتے ہیں ہمارا راسته بالکل صاف ہے ۔ سس فنڈ (Cess fund) کی اماونٹ (Amount) ساڑھے تین لاکھ روپیه جو شیر اماونٹ کے لئے دئے ہیں اڈوائیزری کمیٹی (Advisory Committee) نے نرنئے (निर्णय) کیا ہے ۔ اور اس کے لئے پروڈکشن سنٹرس سے خواهش کی گئی ہے اسکےبعد آئنده بہتر طریقے پر اسکو چلاسکیں گے اور سچ مچ نیشن (Nation) کے ڈیمانڈ (Demand) کو نئی روشنی اور نئے رجحان پر پورا کرسکیں گے ۔

اس کے بعد دوسرا ڈیمانڈ قرضه کے بارے میں ہے ۔ کوآپریٹیو ایکٹ میں سوسائیٹی کے سرمایه کے چارگنے تک قرض دینےکی گنجائش ہے لیکن سوال یه ہےکہ گورنمنٹ قرض کا انتظام کس طرح کرے ۔ اس سلسلے میں ہر بات کیلئے یہی کہا جاتا ہے کہ نظام صاحب کی رقم بند کردیجئے ۔ اس طرح پرابلمس (Problems) حل ہونے والے نہیں ہیں ۔ گورنمنٹ جب کبھی ممکن ہو اس کو بند کریگی لیکن اس اشیو کو اس سے ملانا درست نہیں ۔ یه مانگ کی جاسکتی ہےکہ اس کام کے لئے راج برمکھ سے بلا سودی قرض دلایا جائے ۔ اگر اس قسم کی کوشش کی جائے تو اس کی فوری عملی صورت ہوسکتی ہے ۔ اس لحاظ سے سوسائیٹیز کو جو قرض کی رقم دلانا ہے وہ چارگنا کی حدتک ہے ۔ آل انڈیا کاٹیج انڈسٹریز ڈائیرکٹوریٹ سے اس بارے میں سرکیولرآیا ہے اس کے لئے مزید ۷ لاکھ روپئے دینےکا وعدہ ہے جو پورا نہیں ہورہا ہے ۔ بمبئی میں اسبارے میں جو عمل ہے اس کو یہاں بھی مان لیا جانا چاہئے ۔ یہی آل انڈیا گورنمنٹ کا بھی رکمنڈیشن ہے ۔ جو بھی شیڈول بنایا گیا ہے اس حدتک گیارنٹی دیکر قرض دلانے کا انتظام گورنمنٹ کرسکتی ہے ۔ اس سلسلے میں دشواری یه ہےکہ بینک دینے کے لئے تیار تو ہے لیکن بنک کوآپریٹیو سوسائیٹیز کو دینے کے لئے تیار نہیں وہ یه کہتے ہیں کہ ہم آخر کس شخص کے بھروسه پر رقم دیں ۔ کل ایک شخص سوسائٹی میں رہتا ہے پرسوں دوسرا شخص آجاتا ہے اس لئے شخصی طور پر زیادہ بھروسه کیا جا سکتا ہے ۔ اسکے لئے گورنمنٹ کو اسکی ذمہداری لینے کی ضرورت ہے اس کے علاوہ گذشته سال مدراس گورنمنٹ نے بھی رزروبینک سے رقم حاصل کی ہے اور یه رقم وہاں کی ہینڈلوم انڈسٹری کو دی گئی ہے یہاں بھی اگریکلچرل افیرس (Agricultural affairs) کے لئے

۲۰ لاکھ روپئے حیدر آباد گورنمنٹ کی کوشش کی وجہ سے ملے ہیں - وہ حیدر آباد ہینڈلوم کو بھی دینے کے لئے تیار ہے - لیکن اس کے لئے گورنمنٹ کو آگے بڑھنے کی ضرورت ہے - اس کے لئے ہم ریزولیوشن پاس کررہے ہیں - تاکہ اس عمل سے اسٹیٹ گورنمنٹ کے بجٹ پر جو خود ڈفیسٹ ہے کوئی مزید بار بھی نہ بڑنے پائے - میں نے جو تجویز پیش کی ہے اس کے لئے تو خود اس جانب کے ممبرس کی طرف سے اصرار کیا جانا چاہئے تھا - اگر آنے والے سورس (Source) کو بالکل بند کردینا چاہتے ہیں تو میں اس کی تائید کرنے والوں میں سے نہیں ہوں - یہ سمجھ میں آنے والی بات نہیں ہے -

تیسرے امنڈ منٹ کی مخالفت کس بناء پر کیگئی ہے میں سمجھ نہ سکا - یہ کہا گیا کہ گورنمنٹ کو جتنی بھی کپڑے کی ضرورت ہو وہ سارے کا سارا ہینڈلوم کپڑا اور کھادی کا کپڑا حاصل کرے اس سے کوآپریٹیو آرگنائیزیشنس ڈیولپ ہوں گے - آرگنائیزیشن کی جانب سے کپڑا خریدنے کی مخالفت اس بناء پر ہورہی ہے کہ اس وقت بنکروں کے پاس جو اسٹاک ہے وہ خریدلیا جائے - مجھے یہ کہنا ہے کہ کس کے پاس اسٹاک ہے کتنا اسٹاک ہے کس قسم کا اسٹاک ہے گورنمنٹ کے پاس اس کا ریکارڈ تو نہیں رہتا - البتہ ان اسٹاکس کو بیچنے میں گورنمنٹ کچھ مدد کرے تو کوئی بات نہیں اور اگر سب اسٹاک خریدلیا جائے تو ساڑی چولی کے کپڑوں کا جو لاکھوں گز اسٹاک ہے وہ گورنمنٹ کن کو پہنائیگی - ڈیڑھ سال پہلے یہ مسئلہ آیا تھا - بات کریں تو ایسی کریں جو کچھ سمجھ میں آنے والی ہو - اس لحاظ سے یہ مسئلہ گورنمنٹ کے اسٹاکس خرید لینے سے حل نہیں ہو جاتا - اس کے لئے ۵۰ فیصد ہی خریدنے کا اظہار انہوں نے کیا ہے - میں کہونگا کہ یہ بھی ہینڈلوم انڈسٹری کی دوستی نہیں دشمنی کی نگاہ ہوگی اگر ہم ۵۰ فیصد اس کے لئے رکھیں تو مل کلاتھ کے لئے ۵۰ فیصد کی گنجائش رکھتے ہیں - یہی فنڈامنٹل ڈفرنس ہے - حال ہی میں حیدرآباد گورنمنٹ اور حکومت ہند نے یہ پالیسی اختیار کی ہے اور اس طرح خریدا ہے - چنانچہ پرسوں ہی دو لاکھ گز کھادی اور ہینڈلوم کپڑا خریدنے کا آرڈر اشیو کیا گیا ہے - میں یہ چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ اپنے کمپلیٹ رکوائرمنٹس (Complete requirements) ہینڈ لوم پروڈکٹس ہی سے خریدے یہ پریکٹیکل بات ہے - جس کو عمل میں لایا جاسکتا ہے - ۵۰ پرسنٹ رکھنا یہ سمجھ میں آنے والی بات نہیں ہے - اس لئے میں آنریبل ممبر سے رکویسٹ (Request) کرونگا کہ اس مسئلہ پر دو بارہ غور کریں -

سیلس ٹیکس کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ سیلس ٹیکس کا سارا فائدہ بیوپاری کو جاتا ہے - بنکر کو کوئی فائدہ ملنے والا نہیں ہے - ہوتا یہ ہے کہ بیوپار کرنے والے سکندرآباد میں (۱۰) روپیہ کا بھاؤ ہو تو ۸ کا بھاؤ بتاتے ہیں اور سیلس ٹیکس کہکر بھی کم کراتے ہیں - اس طرح سیلس ٹیکس کے نام پر بیوپاری بنکر سے کم دام دیکر مال خرید تا ہے - اور یہ اکسپلائیٹیشن کیا جاتا ہے - دوسری بات یہ بھی ہے کہ کوآپریٹیو سوسائٹیز کو بیوپاریوں سے کامپیٹیشن (Competition)

بھی کرنا پڑ تا ہے ۔ جب انڈیو یجل انٹرسٹ اس طرح بڑھ رہا ہے تو کلکٹیو صورت میں
کو آپریٹیو سو سائیٹی کی جانب سے جو بزنس ہوگا وہ بھی ان ہی قاعدوں میں ہونا
چاہیئے ۔ کیونکہ بیو پاری جن چال بازیوں سے اپنا بزنس چلا تا ہے وہ چال بازیاں
کو آپریٹیو سو سائیٹی اڈاپٹ نہیں کرسکتی ۔ مارکٹ میں بیوپاری کی انڈر ہینڈڈیلنگس
(Under hand dealings) بھی ہوتی ہیں ۔ ظاہر ہے کہ کوآپریٹیو
آرگنائزیشن اس کو کامپیٹ (Compete) نہیں کرسکتے ۔ ایسی صورت میں
یہ قابل غور ہے کہ کو آپریٹیو سو سائٹیز کس طرح آگے بڑھ سکتی ہیں ۔ اس سے اگر مقصد
یہ ہو کہ محض بیو پاریوں کو فائدہ پہنچایا جائے تو یہ اور بات ہے ۔ اگر بنکروں کو
فائدہ پہنچانا ہے تو اس امر کے پیش نظر کہ جملہ ایک لاکھ تیس ہزار بنکروں میں سے
تقریباً سب کو آپریٹیو آرگنائیزیشن میں آچکے ہیں ۱۵ - ۲۰ ہزار بنکر نہیں آئے ہیں یہ
ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ جس طرح بیو پاری کو سیلس ٹیکس کی سہولتیں دیجاتی ہیں اس
طرح اگر ان آرگنائیزیشنس کو سہولتیں نہ دیجائیں تو جو لوگ آرگنائیزڈ ہوئے ہیں
وہ بکھر جائینگے ۔ اب بھی انہیں انکریج (Encourage) کرنا ہے ۔
جس زمانے میں کنٹرول تھا تو اس وقت تو انہیں انکریج کیا جاتا تھا ۔ جس کی وجہ سے
کو آپریٹیو سوو منٹس بہت جلد ڈیولپ ہوئیں ۔ لیکن ڈی کنٹرول ہونے کی وجہ سے انہیں
کامپٹیشن میں اترنا پڑ رہا ہے ۔ ان کے اگزسٹنس (Existence) کی
خاطر ریلیسٹک ویو (Realistic View) لینے کی ضرورت ہے ۔ سیلس ٹیکس
ایکٹ کے سکشن ۷ کے تحت گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ وہ کسی کو سیلس ٹیکس معاف
کرے وصول نہ کرے ۔ اس کے لئے وہ پابند نہیں ہے ۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ فلاں کو
معاف کیا گیا ہے اور فلاں سے کیوں وصول کیا جارہا ہے ۔ اس لحاظ سے کو آپریٹیو
آرگنائیزیشنس تو انہوں نے قبول کیا ہے ۔ جو کمپوزٹ ملس (Composite Mills)
ہوتے ہیں انہیں تو سستا یارن سپلائی ہوتا ہے ۔ انہیں کنسیشنل
ریٹس (Concessional rates) پر ملتا ہے ۔ وہی ریٹ پر پروڈیوسر
کو مل جائے تو وہ مل کا کامپٹیشن کرسکیگا ۔ اڈوائیزری کمیٹی کے بارے میں بھی
کرٹیسیزم (Criticism) کیا گیا لیکن وہ مان لیا گیا ہے اس لئے مجھے
اس کی صفائی پیش کرنا نہیں ہے ۔ میں اس کے کاروبار سے واقف نہیں ہوں ۔ کوئی اسکیم
سس فنڈ سے نکا لی گئی ہے ۔ اور پرزنٹ اڈوائیزری کمیٹی کے تصفیئے کے بموجب الاٹ
(Allot) کیا جارہا ہے ۔ سنٹرل گورنمنٹ سے اپرو (Approve)
ہونے کے بعد اس کو عمل میں لا یا جائیگا ۔ ایک آنریبل ممبر نے کہا کہ سس فنڈ کی رقم
فوراً عمل میں لانا چاہیئے ۔ یہ صحیح ہے ۔ لیکن آپ ہسٹری دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ
حیدرآباد میں ۴ - ۵ اڈوائیزری کمیٹیز ہیں ۔ اگر آپ دیکھیں کہ سب سے زیادہ کس
اڈوائیزری کمیٹی نے کام کیا ہے تو معلوم ہوگا کہ صرف ہینڈلوم اڈوائیزری بورڈ
نے کام کیا ہے ۔ یعنی اتنا کام کیا ہے کہ اس کے کام سے آفیسرس بھی تنگ آگئے کہ اتنا

زیادہ کام ہورہا ہے ۔ ٹریننگ سنٹر بلیچنگ (Bleaching) اور کیلنڈرنگ (Calendering) کے بارے میں اسکیمس سس فنڈ کے تحت آئے ہیں ۔ لیکن گورنمنٹ کے جو سنٹرس ہیں ان کی اکٹی ویٹی (Activity) کو بڑھانے کی ضرورت ہے ۔ ویورس کو پریفرنس (Preference) دینا چاہیئے یہ گورنمنٹ کو محسوس کرنے کی ضرورت ہے ۔ کامرس اینڈ انڈسٹریز کے لئے بھی سیلس ٹیکس معاف کیا جانا چاہیئے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس رییل اسپرٹ (Real spirit) کی موور صاحب بھی مخالفت نہ کریں گے ۔

پانچواں یہ ہے کہ ۔

Government should advise the Local Self Government bodies.

میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ جبکہ گورنمنٹ نے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ لوکل سلف گورنمنٹ باڈیز ہاؤس ٹیکس وصول نہ کریں پھر یہ انٹرفیرنس (Interference) کیوں کیا جاتا ہے ۔ یہ کہا جاتا ہے کہ گورنمنٹ ان کے فینانسس کو متاثر کرتی ہے ۔

شری پنڈم واسدیو ۔ پیراگراف ۵ سے آخر تک اسنڈ منٹ قبول کرلیا گیا ہے ۔

شری لکشمن کونڈا ۔ اگر مان لئے ہیں تو میں ان کے متعلق عرض کرنا نہیں چاہتا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ پائینٹس کلیر ہیں ان کی روشنی میں سوچنا چاہیئے ۔ اگر فی الواقعی مدد کرنا چاہتے ہیں تو اس طرح ہونا ضروری ہے ۔

[*Mr. Speaker in the Chair*]

میں سرسری طور پر اسنڈ منٹ کے بارے میں عرض کروں گا تاکہ آنریبل ممبرس کو معلوم ہو کہ فی الواقعی ہینڈلوم انڈسٹری کے مسائل کیا ہیں ۔ اس میں یہ ہے کہ

The State Government should arrange yarn supplies to the Weavers' Co-operatives at concessional rates, from local mills as well as from the mills outside the State by approaching the Central Government.

کامرس اینڈ انڈسٹریز ڈپارٹمنٹ کو چاہیئے کہ وہ اس جانب زیادہ توجہ دے ۔ ویورس اور ان کے سنٹرس میں گھنشٹ سمبندھ پیدا کرنے کے لئے گورنمنٹ کو اس جانب دھیان دینے کی ضرورت ہے ۔

اب سس فنڈ کے بارے میں دو کلیر باتیں ہیں ۔ محض لومس کی بنیاد پر نہیں بلکہ وہاں لومس اور کنزمپشن دونوں کی بنیاد پر ہے ۔ یہاں پر ۲۳ پرسنٹ کوٹا ہر اسٹیٹ کا انہوں نے پاور لومس (Power looms) کے تحت گھٹا دیا ہے

بمبئی میں میں نے دیکھا کہ ۱۰ ہینڈ لومس اور ۲ لاکھ پاور لومس ہیں اور حیدر آباد میں ۷۵ یا ۷۶ پاور لومس اور ڈیڑھ لاکھ ہینڈ لومس ہیں - ۲۴ پرسنٹ کے حساب سے ہمارے کوٹے میں ان کے کوٹے کی کمی کی وجہ سے جو کمی ہوئی ہے اسکے نتیجہ کے طور پر بہت بڑا نقصان ہوا ہے - اس کی تکمیل کرنے کے بارے میں ہم نے توجہ دلائی ہے - اسٹیٹ گورنمنٹ نے لکھا ہے لیکن ابھی وہ ریوائز کرنے کے موڈ (Mode) میں نہیں ہیں - امید ہیکہ گورنمنٹ آف انڈیا اس طرف دھیان دیگی کیونکہ بیاک ایریاز کے لئے ۵۰ لاکھ روپیہ پرنکتس نکال کر رکھے گئے ہیں - حیدر آباد کی ہینڈ لوم انڈسٹری بھی بہت پیچھے ہے اس میں سے کچھ روپیہ حیدرآباد کی اس انڈسٹری کیلئے الاٹ کرنے کے لئے ایک رکوسٹ ہے - حیدر آباد گورنمنٹ اس طرف خاص دھیان دیکر یہ روپیہ حاصل کرے یہی امنڈ منٹ کا منشاء ہے اور مجھے امید ہیکہ گورنمنٹ اس طرف ضرور دھیان دیگی -

آخر میں آڈٹ کا بھی ایک مسئلہ رہ جاتا ہے جو فی الواقعی جیسا کہ اپوزیشن کے ایک آنریبل ممبر نے کہا اس فلکچویشن (Fluctuation) کے زمانہ میں - اس سلمپ کے زمانہ میں تمام کوآپریٹیو اسوسیشنس کو کافی دھکہ پہنچا ہے - اس سے نہ صرف اسوسیشنس اور سوسائٹیز بلکہ سارے دیش کا بہت بڑا نقصان ہوا ہے - اس زمانہ میں جبکہ مارکٹ کنڈیشنس اچھے تھے فائدہ ہوا تھا لیکن اب بھی یہ خیال گورنمنٹ کا ہے کہ کوآپریٹیو سوسائٹیز کے پاس پچھلے زمانہ کی کافی رقم ہے - آڈٹ بھی گورنمنٹ کی جانب سے بروقت نہیں ہوتی ہے - اس کے لئے حال ھی میں نیا اسکیل قائم کرنے کیلئے ہم نے انٹرنل آڈٹ کیلئے پروپوزلس دئے ہیں تاکہ ہر سہ ماہ یا ششماہ کو آڈٹ ہوا کرے اور جو خرابیاں ہیں وہ بروقت رفع ہوں - لیکن ابھی تک اس کا بھی انتظام نہیں ہوا ہے - مجھے امید ہیکہ اس قسم کی سہولت مختلف کوآپریٹیوز کو دیجائیگی تاکہ وہ خود آڈٹ کرائیں اور صحیح طور پر ہینڈ لوم انڈسٹری کا ڈیولپمنٹ ہو -

اس کے بعد میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سچ مچ مل انڈسٹری سے پروٹکشن دینے کا مسئلہ ہے اور اس کے ساتھ اسکے لئے مارکٹ پرووائیڈ کرنے کا بھی مسئلہ درپیش آتا ہے - مارکٹ پرووائیڈ کرنے کی حدتک یہ کہا جاسکتا ہے کہ گورنمنٹ خود اپنی رکوائرمنٹس کے لئے ان سے اپنی ضروریات پوری کرے - لیکن جو آنریبل ممبرس ہینڈ لوم انڈسٹری کو مارکٹ پرووائیڈ کرنے کے بارے میں کہتے ہیں خود ان کا پہلے یہ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ خود ہینڈ لوم کلاتھ خریدیں - اگر وہ کھادی نہیں پہنتے توکم ازکم ہینڈ لوم پہنیں - اگر آپ دکھانے کے لئے نہیں پہنتے توگھر میں تو پہنائیے - حالات کو دیکھکر - سچویشن کو دیکھکر ہمدردی کا اظہار کرنے سے کچھ نہ ہوگا کیونکہ جبتک آپ خود ہینڈ لوم نہیں خریدینگے مارکٹ پرووائیڈ نہیں ہوسکتا اگر آپ لوگ بھی کھادی اور ہینڈ لوم خریدیں تو بیروزگاری کم ہوگی اور جو

خراب حالت ہے وہ ختم ہوگی - اس لئے عملی طور پر خود آگے بڑھنے کی ضرورت ہے
میں چاہتا تھا کہ آئندہ امنڈ منٹس میں یہ بھی ایک امنڈ منٹ رکھوں کہ '' یہ ہاؤز
سارے آنریبل ممبرس سے رکویسٹ کرتا ہے کہ وہ کھادی اور ہینڈ لوم کا کپڑا لازمی
طور پر پہنیں '' (Request) لیکن اس رزولیوشن میں گورنمنٹ سے یہ ریکوسٹ
(Laughter)
کی گئی ہے کہ وہ خریدے - اس لئے میں نے اس کو ایڈ (Add) نہیں کیا ہے -

شری سی ایچ - وینکٹ رام راؤ - (کریم نگر) پوائنٹ آف آرڈر - رولس کے مطابق ایک سوور کے علاوہ کسی اورکو آدھ گھنٹہ سے زیادہ وقت نہیں دیا جاسکتا اور آنریبل ممبر آدہ گھنٹے سے زیادہ وقت لے چکے ہیں - (Laughter)

شری لکشمن کونڈا - میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ ابھی دس منٹ ہوئے ہیں -

شری پنڈم واسدیو - آپ ایسا ہی سمجھینگے -

مسٹر اسپیکر - ٥ منٹ میں ختم کیجیئے -

شری لکشمن کونڈا - ہینڈلوم انڈسٹریز کے لئے ایک خوشگوار مستقبل نظر آتا ہے اگر اس پر عمل ہو جیسا کہ ہمارے نیتاؤں نے کہا ہے - جیسا کہ پنڈت جواہر لعل نہرو نے حال ہی کہا ہے کہ آئندہ پانچ سالہ اسکیم خاص طور سے کاٹیج انڈسٹریز سے متعلق ہوگی - اس کو بدیر سہی لیکن گورنمنٹ آف انڈیا نے بھی محسوس کیا ہے اور ہینڈلوم انڈسٹریز کو پروموٹ کرنے کے لئے ایک سس فنڈ بھی قائم کیا گیا ہے لیکن افسوس ہے کہ اسٹیٹ گورنمنٹ کی جانب سے کوئی خاص اسٹپس نہیں لئے جارہے ہیں - البتہ یہ ضرور ہے کہ اسٹیٹ گورنمنٹ نے ١٠ لاکھ روپیہ ہینڈلوم انڈسٹریز کو آپریٹیواسوسیشن میں قرضہ کے طور پر دیا ہے اور بنک سے بھی گیارنٹی دیکر تین لاکھ کا انتظام کیا ہے اور ساڑھے تین لاکھ کا انتظام فینانس ڈپارٹمنٹ سے کیا گیا ہے - لیکن اس رقم سے چھ کروڑ کا ٹرن اور (Turn over) ہوا ہے جو صرف پرائمری سوسائٹیز سے تعلق رکھتا ہے - اتنی چھوٹی سی رقم سے اتنا بڑا بزنس ٹرانزیکشن (Business transaction) کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے - لیکن جبکہ آج کپڑا ڈی کنٹرول ہوگیا ہے اس رقم میں سے کافی قرضہ تقریباً ٨ لاکھ روپیہ پرائمری سوسائٹیز کو ادھار کے طور پر یا اور طورپر پرووائیڈ کیا گیا ہے - اس طرح پرائمری سوسائٹیز اورسنٹرل آرگنائزیشن اس قرضہ کا استعمال کررہی ہیں -

چند آنریبل ممبرس کو یہ غلط فہمی ہے کہ سنٹرل آرگنائزیشن نے رقم اپنے پاس رکھی ہے اور حسابات بھی وہیں ہیں - امداد دینے کے بارے میں یہ کہا گیا تو میں یہ چیلنج کرتا ہوں کہ اگر کسی آنریبل ممبر کو شبہ ہو تو وہ آکر دیکھ لیں - لیکن ڈیموکرسی پر فیتھ (Faith) ہو تو ان کو یہ مان لینا چاہئے کیونکہ جنرل باڈی میٹینگ ہوتی ہے - اس کے ڈائرکٹیوز ہوتے ہیں اس میں یہ چیز طے ہوتی ہے - جیسا کہ آنریبل ممبرس نے کہا کہ عوام کو شکایت ہے تو میں سمجھتا

ہوں - عوام کے لئے وہ نہیں ہے - آنریبل ممبرس چاہیں تو اس کو دیکھ سکتے ہیں - بنکاروں کے فائدہ کے لئے کچھ کرنا ہو تو کوآپریٹیو بیسس پر عمل کرنے کے سوا دنیا میں کوئی اور طریقہ نہیں ہوسکتا تاکہ جو چھوٹے چھوٹے سوسائٹیز اسکیاٹرڈ (Scattered) ہیں وہ یکجا ہوسکیں - اس لئے میں آنریبل ممبر سے امید کرتا ہوں کہ وہ اس امنڈمنٹ کو مان لیں اور غلط فہمی دور کریں -

ڈپٹی منسٹر فار کامرس اینڈ انڈسٹریز (شری ویروپا کشپا) مسٹر اسپیکر سر - اب تک معزز اراکین نے کئی نقاط نظر سے اس رزولیوشن کی موافقت اور مخالفت میں بحث کی ہے - ایک آنریبل ممبر کا یہ خیال تھا کہ ویورس سوسائٹی فرقہ واریت پر مبنی ہے اور کمیونل بیسس (Communal basis) پر چلائی جارہی ہے - اس طرح دوسرے آنریبل ممبر نے بھی کوآپریٹیو (Co-operative) کے خلاف کہتے کہتے یہ کہا کہ انفرادی امداد ملنا چاہیئے - تیسرے آنریبل ممبر نے تو یہاں تک کہا کہ راج پرمکھ کا جو بھی پیسہ ہے وہ لیکر اس کی امداد کی جائے - اس طرح کئی نقاط نظر سے اس پر بحثیں کی گئی ہیں -

اس وقت جو رزولیوشن ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے اس کے لحاظ سے اس کا تجزیہ میں اس طرح کرنا چاہتا ہوں کہ اس رزولیوشن کے بہت سے اجزاء مشاورتی کمیٹی کی قرار داد کا اعادہ ہیں یا حکومت کی طرف سے جو اقدامات کئے جارہے ہیں اس کا اعادہ ہیں یا جو اقدامات آئندہ کئے جانے والے ہیں ان کی طرف اشارہ ہے جس کی بناء پر میں نہیں سمجھتا کہ اس کو کوئی نیا سروپ دیا جائے - یہ مسئلہ کئی مرتبہ پارٹی میں بھی زیرغور تھا اور ہم نے اس پر کافی غور و خوض کیا ہے ....

Shri M. Buchiah (Sirpur) : Is the hon. Deputy Minister reading or consulting notes. ?

Mr. Speaker : He is not reading but consulting the notes now and then.

شری ویروپا کشپا - معزز محرک صاحب کا جو رزولیوشن ہے اس کے جزو الف کی طرف میں ایوان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں - وہ یہ ہے کہ جو فینانشیل ایڈ (Financial aid) دیجارہی ہے وہ فی لوم (Loom) ایک سو روپیہ ہونی چاہیئے ہم نے حکومت کی جانب سے ۵۰ روپیہ دینا منظور کیا ہے - نہ صرف اتنا بلکہ ان کے لئے خاص طور پر رقمی امداد بھی کی گئی ہے - جو فیگرس میرے پاس اس وقت موجود ہیں وہ میں ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں - وہ یہ کہ ساڑھے تین لاکھ روپیہ سوت کے ڈسٹریبیوشن (Distribution) کے لئے دیا گیا ہے - ۱۰ لاکھ روپیہ کوآپریٹیو مارکٹنگ فنڈ سے دئے گئے ہیں - اسی طرح یف - آئی - سی - سے بھی ۵ لاکھ روپیہ دیا گیا ہے - انڈین مرکنٹائل بنک (Indian Mercantile Bank) سے ۳ لاکھ روپیہ دیا گیا ہے جس کی نسبت گورنمنٹ نے گیارنٹی دی ہے - اس طرح حکومت نے اس کی

امداد کی ہے ۔ تو پھر یہ کہنا کہ حکومت نے کافی فینانشل ایڈ نہیں کی ہے درست نہیں کیونکہ حکومت کے سامنے صرف ایک ویورس ھی نہیں بلکہ اسمتھس(Smiths) ھیں۔ موچی وغیرہ ھیں۔ اس لئے ویورس کی حدتک بیروزگاری کا مسئلہ حل ھوجائے تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ان سب کی بیروزگاری کا مسئلہ حل ھوجائیگا ۔ اس لئے اس کے ساتھ ساتھ کچھ اور لوگوں کا بھی لحاظ کرنا پڑتا ہے۔

دوسری چیز پرائمری سوسائٹیز کی نسبت یہ کہی گئی ہے کہ فور ٹائمس آف دی شیر کیپیٹل(Four times of the share capital) لون(Loan) دیا جائے ۔ یہ اسلئے ممکن نہیں ھوسکتا کہ سب چیزیں حکومت پر رکھی جائیں تو اس میں سلف ریلائنس (Self reliance) نہیں رہتا ۔ اسلئے خود ویورس کی لوکل باڈیز کی جانب سے بھی کوشش کئے جانے کی ضرورت ہے اور جوشیر کیپیٹل ہے اسکا بھی ادا کیا جانا ضروری ہے ۔

تیسری چیز حکومت کو اسٹاک خریدنے کے لئے کہا گیا ہے ۔ کیبینٹ کی جانب سے بھی یہ قرار داد پاس کی گئی ہے کہ منییل اسٹاف (Menial Staff) کے ڈریس کے لئے جو بھی کپڑے کی ضرورت ھو اسکو پورا کرنے کے لئے حتی الامکان ھینڈ لوم اور کھادی کا استعمال کیا جائے ۔ ایسے احکامات جاری ھوئے ھیں ۔ یہ ایک پرانی چیز ہے ۔

چوتھی بات اس میں یہ ہے کہ سیلس ٹیکس سے مستثنی قرار دیاجائے ۔ پہلے جو سیلس ٹیکس یہاں نافذ ھوا تھا وہ ملٹیپل پوائنٹ (Multiple point) تھا لیکن اسکو تخفیف کرکے ($\frac{1}{2}$) پرسنٹ رکھا گیا ہے اوروہ بھی سنگل پوائنٹ (Single point) ۔ یہاں متبادل صورت کمپاریٹیو طریقہ سے بھی دیکھی جانی چاھئے ۔ میسور اسٹیٹ میں اس سے زیادہ ٹیکس لگایا گیا ہےوہ اسطرح سے کہ جو لوگ بیچتے ھیں اون کولائیسنس خریدنا پڑتا ہے ۔ اس کے علاوہ وھاں بھی سیلس ٹیکس ھاف پرسنٹ ہے البتہ چند اسٹیٹس ایسے ھیں جہاں پر اس کے متعلق ابھی غور کیا جارھا ہے یہ مسئلہ ھمارے سامنے بھی غور طلب ہے لیکن اگر پہلے کا مقابلہ کیا جائے تو معلوم ھوگا کہ پہلے کی بہ نسبت اس وقت سیلس ٹیکس کم ہے ۔ اس میں بہت ساری چیزوں کو مستثنی قرار دیا گیا ہے ۔ یعنی ایسی چیزیں جن کی قیمت تین روپیوں سے کم ھو وہ مستثنی ھیں ۔ مثلا رومال ۔ تولیہ وغیرہ ۔ غرض یہ کہ جتنی فیسیلیٹیز ھم دے سکتے تھے وہ دیجارھی ھیں ۔ اور اس سے متعلق اطمینان دلایا جاسکتا ہے ۔ ایک اور چیز سوت کے کپڑے کے متعلق یہ کہی گئی ہے کہ سوت کی قیمت میں ($\frac{1}{4}$) کمی کی جائے ۔ اس سلسلہ میں یہ کہونگا کہ کنٹرول اٹھالینے کی وجہ سے قیمت میں کمی کا سوال پیدا نہیں ھوتا ۔ کھلے بازار میں اب کپڑا کم نرخ پر مل سکتا ہے ۔ اس سے یہ نتیجہ بھی برآمد ھورھا ہے کہ کوآپریٹیو سوسائیٹی کو جو سوت سپلائی کیا جا رھا ہے اوس سے سستے داموں پر کھلے بازار میں بکے گا ۔ اڈوائزری بورڈ کوری کانسٹی ٹیوٹ (Reconstitute) کرنے سے متعلق جو کہا گیا ہے اوس کے متعلق یہ عرض کرونگا کہ ان

اڈوائزری کمیٹیوں میں ایسے لوگوں کو لایا گیا ہے جو تجربہ کار ہیں اور ماہرین فن کا اس میں دخل ہے ۔ اس لئے یہ مطالبہ صحیح نہیں ہوسکتا کہ اس کو ری کانسٹی ٹیوٹ کیا جائے ۔ حال میں ایسے لوگوں کولیا گیا ہے جو کام کرنے کا کافی تجربہ رکھتے ہیں اور ماہرین فن کی نگرانی میں کام ہو رہا ہے ۔ ٹیکنیکل سنٹرس کے قیام کے لئے جو کہا گیا ہے تو میں یہ کہونگا کہ ایسے چھ ٹیکنیکل سنٹرس قائم کئے گئے ہیں ۔ ان میں اچھی تعلیم دیجا رہی ہے اون کے لئے خاص اسکالرشپس بھی دئے جا رہے ہیں ۔ کمیونٹی پراجکٹس کے جتنے سنٹرس ہیں وہاں بھی (Training Cum production centres) قائم کئے گئے ہیں ۔ وہاں اچھا کام ہو رہا ہے ۔ چنانچہ حیدرآباد میں وی آئی ٹی سی (V.I.T.C.) موجود ہے وہاں پر بھی تعلیم دیجارہی ہے ۔ اس کے متعلق حکومت غور کر رہی ہے ۔ عنقریب ہی اس کے متعلق حکومت سنٹرل گورنمنٹ کو توجہ دلائیگی سس فنڈ (Cess fund) کے متعلق بھی کہا گیا ہے ۔ اس کے متعلق ہم نے بار ہا سنٹرل گورنمنٹ کو توجہ دلائی ہے چنانچہ انہوں نے مدد دینے کا وعدہ کیا ہے ۔ اس کے متعلق عنقریب تصفیہ ہو جائیگا ۔ حکومت ان لوگوں کو اور خاص طور پر ویورس کو سبسیڈی (Subsidy) بھی دیتی ہے ۔ اون کا مال فروخت کرنے کے لئے سنٹرس بھی موجود ہیں جہاں بیچنے کا انتظام کیا جاتا ہے ۔ اگر قیمت کم ملتی ہے تو اونکو سبسیڈی بھی ادا کی جاتی ہے ۔ چنانچہ پہلے تین لاکھ کی سبسیڈی ادا کی گئی ۔ یہ چیزیں خاص طور پر حکومت کی جانب سے کی جا رہی ہیں ۔ میں نہیں سمجھتا کہ آنریبل ممبرس نے کسطرح یہ کہا کہ ہماری کوآپریٹیو سوسائیٹیز فرقہ واریت پر مبنی ہیں ۔ حالانکہ کوآپریٹیو سوسائیٹیز میں شریک ہونے اور اوس کا ممبر بننے کی ہر شخص کو اجازت ہے ۔ اوس کے رولس اور ریگولیشنس ہیں اوس کے تحت کوآپریٹیو سوسائٹیز قائم ہوتی ہیں اور اوسکے بعد اون کو امداد دیجاتی ہے ۔ بعض لوگوں نے یہ بھی کہا کہ ویورس کو انفرادی طور پر مدد دیجانی چاہئے ۔ ایسا نہیں کیا جاسکتا ۔ کیونکہ اس میں کوئی گیارنٹی نہیں ہوتی ۔ اگر کوآپریٹیو کے ذریعہ امداد دیجائے تو ذمہ داری سے کام کیا جاسکتا ہے ۔ بغیر کوآپریٹیو سوسائیٹی کے کوئی کام کیا جائے تو وہ پھلنے پھولنے والا نہیں ۔ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ کوآپریٹیو سوسائیٹیز زیادہ قائم ہوں اور اون کو زیادہ مدد دیجائے ۔ اس لئے میں یہ عرض کرونگا کہ اس ریزولیوشن کے ذریعہ موور نے کوئی ایسی نئی چیز پیش نہیں کی جس پر غور کیا جاسکے ۔ یہ سب چیزیں پہلے ہی کی جاچکی ہیں ۔ اور اب بھی اون کے متعلق ہماری کوششیں جاری ہیں ۔ یہی نہیں بلکہ انہوں نے جو تجاویز رکھی ہیں اون سے ہم ایک قدم آگے بڑھ کر کر رہے ہیں ۔ آپ یہ کہتے ہیں کہ انہیں مدد دیجائے ۔ ہم نے ان کو کافی مدد دی جیسا کہ میرے پیش کردہ اعداد سے ظاہر ہوگا ۔ آئندہ بھی ہم مدد دینے کے لئے تیار ہیں ۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے کوئی نئی چیز نہیں پیش کی اس لئے اس ریزولیوشن کو واپس لے لیا جائے یہ میری گزارش ہے ۔

वित्त तथा अुद्योग मंत्री (श्री. वि. के. कोरटकर):–स्पीकर सर, यह अेक अजीब व गरीब प्रस्ताव आया है, और बडा मनोरंजक प्रस्ताव है, कि बहुत से मामलात में अुधर के और अिधर के सभासद मुत्तफिक हैं। अिधर के लोग कहते है कि गव्हर्नमेंट कुछ नहीं करती, और अुधर के लोग भी कहते हैं कि गव्हर्नमेंट कुछ नहीं करती।

شری پنڈم و اسدیو - یہ صحیح بولے ھیں -

श्री. वि. के. कोरटकर :—यानी अब तक जितना बोलते थे वह गैरसही था। यही अेक प्रस्ताव अैसा आया है जिसमें सब अेक राय हो गये हैं। लेकिन जब मैं स्पीचेस सुन रहा था, तो सचमुच मेरे दिल को धक्का लगा। मैं कभी नहीं समझता था कि सहकारी संस्थाओं में, व्यापारी पेढियों में व अैसेही दूसरे भलाअी के काम करनेवाली संस्थाओं में राजनीती दूर तक घुस गयी है। कुछ सुनने के बाद अैसा मालूम हुआ कि यह प्रस्ताव सरकार के खिलाफ आने के बजाय कुछ आन्तरिक झगडोंसे संबंधित मालूम होता है। जुलाहों या दीगर लोगों के जरिये अिस प्रस्ताव कोयहां लाकर अेक खास तरह की बहस शुरू की गअी अिस बहस में बहुत सी अैसी चीजें थी जिन पर सभी मुत्तफिक हो सकते थे। बाहर वीव्हर्स कोआपरेटिव्ह सोसायटीज् गव्हर्नमेंट से तो बडी बडी मांगें कर रही हैं और मैं समझता हूं कि अुनकी मांगें अपोजिट पार्टी के लोगों से कहीं ज्यादा रहती हैं। अिसके लिये बहैसियत मिनिस्टर के मुझे कअी वक्त श्री. कोंडा लक्ष्मण से मजाक में कहना पडता है कि आपकी सारी मांगोंका सारांश दो चार अल्फाज में अिस तरह हो सकता है कि वीव्हर्स को सब टॅक्सेस् माफ करो, अुनका जो कुछ कर्जा हैं वह सब खतम कर दो, और गव्हर्नमेंट के यहां जितना पैसा है वह सब अुनके यहां भर दो। मैं यही देख रहा था कि आखिरकार अिस रेजोल्यूशन को यहां अितने जोर के साथ क्यों रखा गया। ये चीजें तो अेक बडी बेहतरीन सोसायटी किये जा रही है। विरुद्ध दल के बहुत से लोग अिस संस्थाके मेंबर हैं। अभी हाल में ही अिस सोसायटी का सालाना जलसा भी हुआ। अिसके सिवा अिस सोसायटी की बहुत सी दूसरी भी चीजें होती रहती हैं, और अुनके जरिये गव्हर्नमेंट के सामने सब मांगें रखी जाती हैं, और बहुत अच्छी तरह से रखी जाती हैं। आप ही की तरफ से मांगें आती हैं यह नहीं, लेकिन दूसरे भी ट्रेड अेंड कॉमर्स चेंबर्स (Trade- & Commerce Chambers) हैं, अुनकी तरफ से भी आती हैं। अिन बातों को देखते हुअे जब मैंने खुद प्रस्ताव को देखा तो मुझे ताजुब हुवा कि आखिर यहां ये प्रस्ताव विरोधी दल की तरफ से क्यों आया? आखिर अिसका लब्बेलुबाब मुझे अैसा मालूम हुआ – क्योंकि अिधर से श्री. कोंडा लक्षमण जोरशोर से तकरीर करते, और अुधर से भी जोरशोर से तकरीरें होती थीं, तो मैं समझता हूं कि किसी को चक्कर में लाकर फंसाना था। क्योंकि यहां प्रस्ताव आने के बाद येक्या कर सकते हैं? आप विरोध तो नहीं कर सकते क्योंकि अुनकी मांगे बहुत सारी मिली-जुली ही हैं। तो फिर क्या कर सकते हैं? अेक बडी मजेदार, अजीब व गरीब बहस हमारे सामने रही, ——

شری پنڈم واسدیو - آپ کی باتیں ھی مزے کی ھیں -

श्री. वि. के. कोरटकर :—अिन चीजों को देखने के बाद गव्हर्नमेंट की पॉलिसी को हाअुस के सामने रखना लाजिमी था। अिस प्रस्ताव में अुनकी जानिब से और अिस जानिब से जो बहुत सारी मांगें की गयी हैं, अुनके बारे में डेप्यूटी मिनिस्टर साहब ने बहुत अच्छे तरीके से अैवाम के सामने

वतलाया कि गव्हर्नमेंट क्या कर रही है। अुसको मुझे फिर से दोहराने की जरूरत नहीं है। लेकिन जो बडी बडी मांगें की गअीं, अुनको गव्हर्नमेंट कितना पूरा कर सकती है, कहां तक गव्हर्नमेंट जा सकेगी, कहा तक जाना चाहती है, अिन बातों को रखना बहुत लाजमी हो जाता है। बहुत सी मांगों में सब से पहली मांग यह है कि हाथ करघेवालों की हालत बहुत खराब होती जा रही है। नागुफ्ता बे हालत है। अिसको यहा बहुत कम अल्फाज में रखा गया है, बनिस्बत अुसके जब कि बहुत वक्त डेप्यूटेशन्स आते हैं, या दूसरे लोग आकर बोलते है, अुस वक्त रखा जाता है। अिस नागुफ्ता बे हालत के बारे में अुनकी तरफ से कहा गया कि हर जुलाह को सो सौ रुपये कर्ज देना चाहिये। और अिधर से कहा गया कि सोसायटी को कर्ज देना चाहिये, और जितना हो सके अुतना देना चाहिये। लेकिन सवाल यह है कि आखिर यह कठिनाअी क्या सिर्फ कर्जा देने से खतम हो जायगी? गव्हर्नमेंट को अैसे सवालों पर बहुत अलग तरीके से सोचना पडता है। और अेक का ही नही बल्कि सब का विचार रखना पडता है। आज आप अेक ट्रेड (Trade) के बारे मे कहते है, कल सभी ट्रेड के बारे मे कहा जायगा कि हर ट्रेडर को सौ सौ रुपये दो। तो अेक करोड ६० लाख आदमी जो हैदराबाद स्टेट में रहते है अुन सब की माग पूरी करनी पडेगी। क्या आप समझते है कि सिर्फ जुलाहोंकी ही नागुफ्ता बे हालत है? यह सचमुच हमारा दुर्भाग्य है कि हम अेक अैसे मुल्क के लोग है जहां अेक ही तबका गरीब नही, अेक ही तबके के आदमी नागुफ्ता बे हालत में नही है, किंतु यहां तो हर पेशे वाले को मुश्किलात में से जाना पडता है। अेक वक्ता ने बडी अच्छी चीज अिस तरफ से बतलाअी कि अेक वीव्हर को अगर सौ रुपये दिये जायें तो अुस हिसाब से १ करोड २० लाख रुपये अेकदम से देने पडेंगे आप जानते है कि अितनी रक्कम देने के लिये गव्हर्नमेंट के पास अिस वक्त पैसा नही है। हाल में मैंने आपके सामने बजट रखा था और रेव्हीन्यू अकौंट में १ करोड ६ लाख और दूसरी केपिटल मद मे १ करोड १२ लाख. या अैसा ही कुछ घाटा था। यह सब मिल कर २ करोड १८ लाख का घाटा होना है। और अुसमें अगर ये १ करोड ५० लाख मिला दिये जायें तो सारा मामला चौपट हो जायेगा। अगर यही तक हम बढ जाते तो सवाल अलग था। लेकिन अिसके साथ साथ मुझे अिसका अितमीनान नहीं है कि ये १ करोड ५० लाख देने के बाद यह सारा सवाल खतम हो जायगा। क्यों कि अेक साल रक्कम देने के बाद फिर अगले साल यही सवाल आयगा कि फिर १ करोड ५० लाख रुपये दिये जायें। हमारी तरफ से बोलते हुअे अेक मेंबर ने अिस चीज को बहुत अच्छे अल्फाज में कहा था कि यह सवाल अितने में ही खतम नहीं होता। यह सवाल मिल अिंडस्ट्री और हंड लूम अिंडस्ट्री, अिन दोनों के मुकाबलेका है। बडी अजीब व गरीब बात हुअी कि अुन्होंनें अेक मिसाल दी, और अुसको अलग तरीके से समझा गया। अुन्होंने मिसाल यह दी थी कि आपको मालूम है कि घोडा या हॉर्स अिंडस्ट्री ने अेक जमाने में बहुत बडा काम किया था। बडी बडी लडाअियां घुडसवारी की वजह से जीती गअीं। तेज सवारी अुन दिनों में घोडे की ही थी, और अुन्होंने बहुत काम किया था। लेकिन जैसी जैसी ये मोटरें आअीं, घोडे पीछे हटते गये, और नतीजा यह हुआ है कि काम के लिये भी घोडों का मिलना अेक तरह से मुश्किल हो गया है। अिस चीज को बतलाते हुअे अुन्होने यह चीज सामने रखी थी कि अिस तरह से कहीं अैसा जमाना न आजाय जब कि मिल का मुकाबला करते करते हेंडलूम अिंडस्ट्री को बिल्कुल नेस्तवनाबूत होना पडे। लेकिन अिसका मतलब अुलटा समझा गया, और अुधरसें अेक वक्ता ने अिस पर अेतराजात करते हुअे यह कहा कि ये गांधी जी के चेले, घोडे जिस तरह से मारे गये, अुसी तरह से हेंडलूम अिंडस्ट्रीवालों को भी मारना चाहते हें। किसने अैस कहा था कि हेंडलूम वालों को मारना है?........

Mr. Speaker : Now, the time is over. The hon. Minister may continue his speech on the next non-Official day.

The House then adjourned till Half Past Two of the Clock on Monday, the 8th March, 1954.
